امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو

ماہنامہ شریعت

جلد 1 ذی الحجۃ 1433ھ بمطابق نومبر 2012 شمارہ 8

عید الاضحی کی مناسبت سے عالیقدر امیر المومنین کا پیغام

ہاں! یہ جنگ تمہیں پاگل کر کے ہی چھوڑے گی

صوبہ بدخشان کے جہادی حالات کا مختصر جائزہ

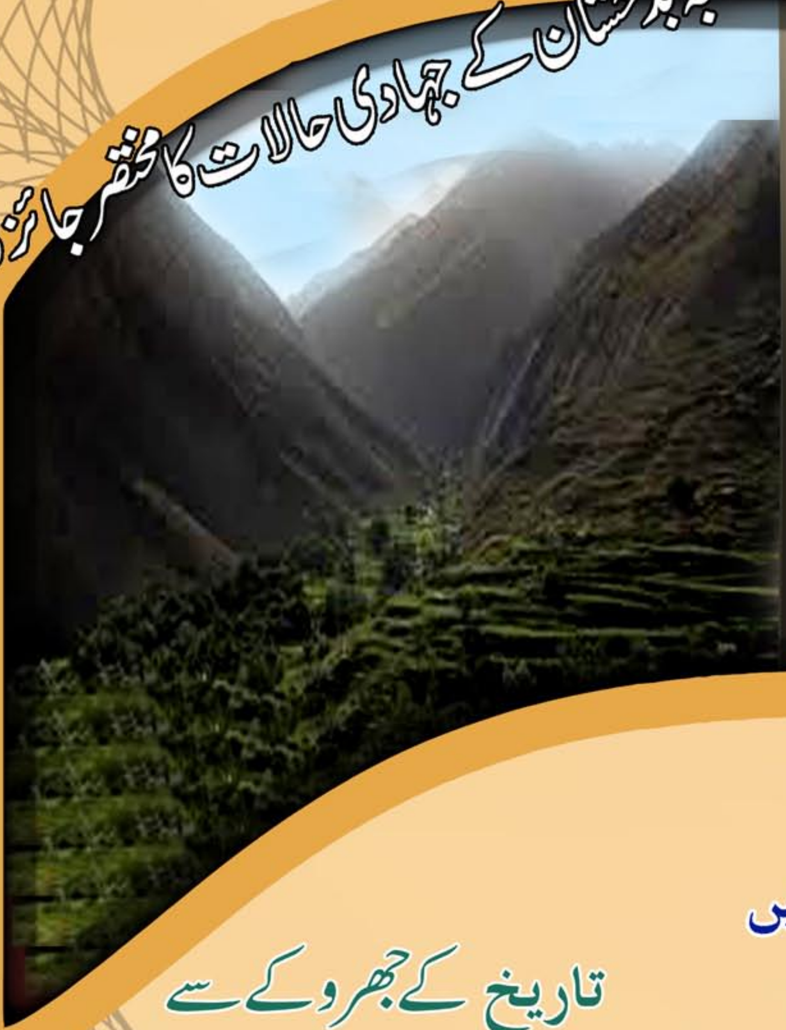

مغرب اب کھل کر سامنے آئے

امیر کی اطاعت اور اس میں پوشیدہ حکمتیں

تاریخ کے جھروکے سے

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کا برطانوی اخبار ڈیلی ٹیلی گراف کو انٹرویو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی قتادة ان رسول الله ﷺ قام فيهم فذكر لهم ان الجهاد فی سبيل الله والايمان بالله افضل الاعمال فقام رجل فقال يارسول الله ﷺ ارايت ان قتلت فی سبيل الله يكفر عنی خطاياى فقال له رسول الله ﷺ نعم ان قتلت فی سبيل الله وانت صابر محتسب مقبل غير مدبر ثم قال رسول الله ﷺ كيف قلت فقال ارايت ان قتلت فی سبيل الله أيكفر عنی خطايا ى فقال رسول الله نعم وانت صابر محتسب مقبل غير مدبر الا الدين فان جبريل قال لی ذالک (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور (اس خطبہ میں) ان کو آگاہ کیا کہ ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا سب سے بہتر ایمان ہے''۔ (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کردئے جائیں گے''؟ رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ''ہاں بشرطیکہ تم اللہ کی راہ میں اس حال میں مارے گئے کہ تم (سختیوں پر) صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو بلکہ دشمن کے مقابلے پر جمے رہنے والے ہو''۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''تم نے کیا کہا تھا''؟ اس نے عرض کیا کہ ''مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے''؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''ہاں! بشرطیکہ تم صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو اور پیٹھ پھیر کے بھاگنے والے نہ ہو بلکہ دشمن کے مقابلے پر جمنے والے ہو مگر دَین (یعنی وہ قرض معاف نہیں ہوگا جس کی ادائیگی کی نیت ہی نہ ہو) اور مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے۔ (مسلم) مشکوۃ المصابیح، جلد: ۲ کتاب الجہاد ص: ۳۳۰

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو

ماہنامہ

شریعت

جلد1 ذی الحجۃ 1433ھ بمطابق نومبر 2012ء شمارہ8

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت، امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلّہ ہے، جو امارتِ اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیرِ نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم افغانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلسِ مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

ہاں! یہ جنگ تمہیں پاگل کر کے ہی چھوڑے گی	2
افغانستان پر امریکی جارحیت کی گیارہویں برسی کے موقع پر امارت اسلامیہ کا اعلامیہ	4
امیر کی اطاعت اور اس میں پوشیدہ حکمتیں......	5
مغرب اب کھل کر سامنے آئے	9
امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کا برطانوی اخبار	
ڈیلی ٹیلی گراف کو انٹرویو	14
لکی دجّالی سرکس	16
حقیر ایجنٹوں کی بدکرداریاں	21
جنوبی ومغربی صوبوں کے لیے دعوت وارشاد (جلب وجذب) کمیشن کے سربراہ سے گفتگو	23
افغانستان سے امریکی انخلاء میں سست رفتاری وجوہات واسباب	26
مولوی احسان اللہ شہید رحمہ اللہ	29
دینی مدارس اور اسرائیلی سکولز سے متعلق اقوام عالم کا انصاف؟	32
صوبہ بدخشان کے جہادی حالات کا مختصر جائزہ	36
قصہ تو مقدر اور نصیب کا ہے!	37
تاریخ کے جھروکے سے	38
افغانستان گذشتہ ستمبر میں	41
جنگی جرائم	43
جدول	44

ڈیزائننگ: سلمان بدر

رابطہ کے لئے برقی پتہ:

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے......

www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک..........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات..........30 ڈالر

بنگلہ دیش..........28 ڈالر

مدیر اعلیٰ

ہاں! یہ جنگ تمہیں پاگل کر کے ہی چھوڑے گی۔

افغانستان میں تعینات نیٹو افواج کے سرابرہ جنرل جان ایلن جو حال ہی میں اپنے عہدے سے سبکدوش کردیئے گئے ہیں نے کچھ ہی دن قبل اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ افغانستان میں ہمارے تربیت یافتہ افغان فوجیوں کی طرف آئے روز ہمارے فوجیوں پر حملوں کے نتیجہ میں ہونے والے جانی اور مالی نقصانات نے مجھے پاگل کردیا ہے۔

اتنے بڑے اور اہم جنگ میں ایک اعلیٰ عہدیدار کا یہ اعتراف کرنا بلاشبہ غاصب افواج کے مورال کا گرنا اور اس میدان میں نفسیاتی شکست کی ایک واضح دلیل ہے۔ جان ایلن کا یہ اعتراف نیٹو کے ایک سابق سربراہ مک کرسٹل کے اس اعتراف کے بالکل مشابہ ہے جو اس نے اپنے ایک مقالہ میں میں کیا تھا۔ میک کرسٹل نے ''افغانستان میں کامیابی حاصل کرنا آسان نہیں'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس میں اس نے واشگاف الفاظ میں طالبان مجاہدین کے مقابلے میں شکست کا اعتراف کیا تھا۔

واضح رہے کہ جس اعتراف کی وجہ سے میک کرسٹل اپنے عہدے سبکدوش ہوگئے تھے اسی اعتراف کے جرم میں چند ہی دن قبل جان ایلن بھی اپنے عہدے ہاتھ دھو بیٹھے۔

عالمی جنگی ماہرین کا کہنا ہے کہ جنگ میں فوجیوں کی قوت ارادی، حوصلہ مندی اور نفسیاتی مورال جنگی وسائل اور مادی اور افرادی قوت سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل چیزیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر ایک فوج مادی وسائل سے آراستہ ہے، اس کے پاس افرادی قوت بھی ایک بڑی تعداد میں موجود ہے، لیکن اس کے ارادے متزلزل اور قدم ڈگمگائے ہوئے ہیں، حوصلے پست اور امیدیں دم توڑے ہوئے ہیں تو یقیناً یہ فوج اپنے سے کم تعداد کی ایک ایسی فوج سے ضرور شکست کھائے گی جن کے وسائل کم لیکن حوصلے بلند، نفسیاتی طور پر مستحکم، اعصابی طور پر مضبوط اور پختہ عزائم کے حامل ہوتی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور آج افغانستان میں ایک بار پھر تاریخ خود کو دہرا رہی ہے۔

یہ درست ہے کہ امریکہ سمیت تمام غاصب ممالک نے افغانستان میں بھیجے ہوئے اپنے فوجیوں کے دل مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھر دیئے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ان فوجیوں کے جذبات انتہائی حد تک وحشیانہ ہیں۔ وہ مسلمانوں کے خلاف ظلم و سربریت کی انتہاء تک پہنچ گئے ہیں لیکن کیا کسی کے دل میں نفرت اور بغض ڈالنے سے ان کے عزائم میں پختگی، حوصلوں میں بلندی اور نفسیاتی استحکام آسکتا ہے؟ کبھی نہیں، اس لئے کہ ان چیزوں کے لئے جنگی اہداف میں معنویت اور تخیل کی بلند پرواز چاہئے ہوتی ہے جب کہ ان کے اہداف [مادی فوائد] انتہائی خسیس اور خودغرضانہ تھے۔

انہی خسیس اہداف کے لئے لڑنے والے، اپنی افرادی قوت اور جدید ترین ٹیکنالوجی پر اترانے والے فوجیوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی ڈیزی کٹر بموں کی زد میں آکر کثیر تعداد میں شہید ہونے اور کئی اہم سربراہوں سمیت ہزاروں کی تعدا میں طالبان مجاہدین قید میں جانے کے بعد غصب شدہ افغانستان میں وسائل سے محروم بے سروسامان طالبان اتنی بڑی قوت کے مقابلہ میں سر اٹھانے کے قابل ہوجائیں گے چہ جائیکہ وہ گیارہ برس کے طویل عرصہ تک کامیابی کے ساتھ ان سے پنجہ آزمائی کرتے رہیں۔ کیونکہ خدائی مسئولیت، اخروی منفعت اور معنویت سے ناخبران مغربیوں کے ہاں لڑائی صرف اور صرف مادی فوائد کے حصول کے لئے ہوتی اور اس وقت ہوتی ہے جب دشمن اپنے مخالف کو اپنے سے کئی گنا کمتر تصور کرے۔

مندرجہ بالا دونوں باتوں میں سے کوئی بھی طالبان کے پیش نظر نہیں تھی.....دشمن کے گمان کے برخلاف جب اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرنے والے، قید وبند سے نہ ڈرنے والے اور لیلائے شہادت کو گلے لگانے والے مجاہدین نے اپنے سے کئی گنا طاقت ور دشمن سے پختہ عزائم ، بلند وبالا حوصلوں اور عالی موارال کے ساتھ پنجہ آزمائی شروع کردی تو گزشتہ گیارہ برس میں انہوں نے کامیابی اور کامرانی کے بڑے بڑے منازل طے کرلیے۔

شروع شروع میں دشمن اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ کسی نے یہاں ہمارے مقابلے میں سر اٹھانے کی جرأت کی ہے لیکن جوں جوں طالبان کی طرف سے حملوں میں تیزی آتی گئی اور پھر ان کا چھپانا بھی ممکن نہیں رہا تو ان کے پاس سوائے اعتراف کے کوئی چارہ کار نہ رہا لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنی گیدڑ بھبکیوں سے باز نہیں آئے کہ عنقریب ہم انہیں ختم کردیں گے لیکن جب طالبان ملک کے اطراف وجوانب تک جنگ پھیلانے میں کامیاب ہوتے گئے تو دشمن کو مجبوراً طالبان کو اپنا حریف ماننا پڑا۔

بعدازاں روز بروز طالبان کی قوت میں اضافے کی باتیں شروع ہوگئیں ، غاصب فوجیوں کی ہلاکتوں کی خبریں نشر ہونے لگیں ، اعلیٰ فوجی عہدیداروں اور جرنیلوں کی طرف سے وسائل اور افرادی قوت کی کمی کی شکایتیں آنے لگیں ، طالبان کو شکست نہ دے سکنے کے اعترافات سامنے آئے ، حواس باختہ فوجیوں کا بیرکوں میں خودکشی کرنے کے واقعات میں اضافہ ہونے لگا ، ایک دوسرے کو شکست کا ذمہ دار ٹھہرانے کی کوششیں تیز تر ہوگئیں اور بالآخر بات طالبان کے مقابل لڑنے والی اس عالمی جنگ کو ہارنے کے اعترافات پہ آکر رک گئی۔

نیٹو سربراہان کی طرف سے اپنے شکست خوردہ فوجیوں کو جھوٹی تسلیاں دینے اور اپنے عوام کی زبان کو بند کرنے کے لئے افغانستان سے نکلنے کے لئے ٹائم ٹیبل بنائے لیکن پھر بھی انہیں امید تھی کہ وہ ایک بڑی شکست سے بچ سکیں گے اور اس کے لئے کوششیں بھی کر رہے تھے مگر جب سے مجاہدین نے ان کی صفوں میں داخل ہوکر ان کے خلاف کارروائی کرنے کی کامیاب تکنیک پر عمل درآمد شروع کیا ہے تب سے ان کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں ہیں اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے کہ "طالبان کی اس جنگی چال نے ہمیں پاگل کردیا ہے"۔

ہمیں امید ہے کہ طالبان قیادت اس کامیاب حکمت عملی کو مزید ترقی دے گی اور امید کرتے ہیں کہ افغان آرمی اور پولیس میں شامل ہمارے باضمیر افغانی جوان اپنے پیشروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی بندوق کی نال دین اسلام ، پیغمبر اسلام اور قرآن کریم کے ان بدبخت دشمنوں کی طرف پھیر دیں اور ان سے ان کے تمام مظالم کا فرداً فرداً انتقام لیں۔

جی ہاں ! ہم دشمن سے یہی کہیں گے کہ یہ وہ وقت ہوگا جب تم میں سے ہر ایک جنون کا شکار ہوکر ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان ہوگا۔اب یہ تم پر ہے کہ تم اس حال تک پہنچنا چاہتے ہو یا سرزمین افغانستان سے جلد از جلد نکل کر اس حالت سے بچنا چاہتے ہو۔

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

والسلام !

ولید افغان

افغانستان پر امریکی جارحیت کی گیارہویں برسی کے موقع پر
امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

گیارہ برس قبل 07 اکتوبر 2001ء کو غاصب امریکہ نے ہمارے اسلامی ملک پر دھاوا بول دیا تھا۔ امریکیوں نے یہ وحشتناک جارحیت چند بودے اور خودساختہ بہانوں کے بنیاد پر صرف اس لیے کی تھی کہ افغانستان اور اس سے ملحقہ خطے پر اپنے کفریہ تسلط کو رواج دیا جاسکے۔

اس غارت گری کا مقصد بقول ان کے قیام امن، انصاف کی فراہمی اور افغانستان کی تعمیر وترقی تھا۔لیکن بجائے اس کے انہوں نے مظلوم افغانوں پر گوانتانامو، بگرام اور دیگر خفیہ ٹارچر سیلوں میں ایسے وحشتناک مظالم ڈھانا شروع کیئے جن کا تصور انسانیت کی ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔اور یہ سب کچھ انہوں نے افغانوں پر اپنی برتری جتانے اور کفریہ تسلط جمانے کے لیے کیا ہے۔

انھوں نے مظلوم اور مصیبت زدہ افغانوں پر ہر طرح کے مظالم ڈھا کر دیکھ لیے ہیں، مگر اللہ تعالی کے فضل وکرم سے غاصب امریکیوں کے یہ تمام وحشیانہ ہتھکنڈے افغان مسلمانوں کی ہمت اور اسلام کی سربلندی کے عزم کو متزلزل نہیں کر پائے ہیں۔

افغان مسلمانوں نے دور حاضر کے ان وحشی درندوں کے خلاف اپنے دین اموال اور وطن کی حفاظت کے لیے خالی ہاتھ مگر قوت ایمانیہ اور عقیدے کی پختگی سے لبریز ہوکر جہاد شروع کرر کھا ہے ، اور اللہ تعالی کی نصرت سے انھیں ایسا عبرتناک تاریخی سبق سکھادیا ہے کہ وہ تمام اسباب وعلل ان کے دماغ سے محو ہوچکے ہیں جنھیں بہانہ بنا کر وہ حملہ آور ہوے تھے۔

غیرت مند افغان قوم اللہ تعالی کی نصرت سیامارت اسلامیہ کی جہادی قیادت کے تحت امریکی سازشوں، چالبازیوں اور نیٹو کی تمام فوجی حکمت عملیوں اور تزویراتی معاہدوں کو جہادی مزاحمت اور باہمی وحدت کے ذریعے مسلسل ناکام بناتی چلی آئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اب گیارہ برس کے لگاتار وحشیانہ پن، ظلم، سفاکیت اور سربریت کے باوجود یہ لوگ ذلت ورسوائی کیساتھ افغانستان سے فرار کی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔

مسلم افغان قوم اور مجاہدین پر امریکی غاصبانہ حملے کی گیارہویں برسی ایسی حالت میں آرہی ہے کہ وہ اللہ تعالی کی مدد ونصرت کے ساتھ فریضہء جہاد کو دوام بخشے ہوئے ہیں، بہادر مجاہدین آئے روز ان کے مراکز چھینتے اور ان کی چھاونیوں پر قبضہ کرتے ہیں۔

مجاہدین کی ان پے در پے ضربوں کی وجہ سے سنگدل قابضین جن اہداف اور کھوکھلے نعروں کی بنیاد پر امارت اسلامیہ افغانستان پر چڑھ دوڑے تھے اب وہ سب کچھ بھول گئے ہیں۔اور صورتحال یہ ہے کہ تمام نیٹو اتحادی مقررہ وقت سے پہلے ہی انخلاء کا اعلان کر رہے ہیں۔ان کے پیش نظر صرف یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح مجاہدین کے حملوں سے ان کے فوجیوں کی جان بچ جائے۔

آخر کار وہ اسی نکتے (انخلاء) پہ پہنچے ہیں جسے امارت اسلامیہ نے گذشتہ گیارہ برسوں میں مسئلے کا بنیادی حل قرار دیا تھا۔ اور اب بھی غاصبوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ معرکہ حق وباطل کا معرکہ ہے، اگر یہ جنگ سو برس تک بھی جاری رہی تو افغان اپنے دین اور وطن کے لیے ایسی ہی بلند ہمتی جانفشانی سے لڑتے رہیں گے۔ بالآخر یہی ہوگا تمہیں شکست کھا کر اس ملک سے بھاگنا پڑے گا۔ یہ بات ہر وہ شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے، جس نے افغان تاریخ کا بخوبی مطالعہ کیا ہو۔

امارت اسلامیہ ان حالات میں کفر کے خلاف ڈٹی ہوئی اپنی مسلمان عوام کو اس تاریخی معرکے کے عنقریب کامیابی سے ہمکنار ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہے، اور دعاء گو ہے کہ اس غیور قوم نے جو قربانیاں پیش کی ہیں اور جن مصائب کو سہا ہے اللہ تعالی انہیں قبول فرمائے۔

افغانستان پر امریکی جارحیت کی گیارہویں برسی کے موقع پر امارت اسلامیہ امید کرتی ہے کہ مجاہد افغان قوم دشمن سے مقابلے کے لیے جہاد اور اپنی بھرپور کوششیں جاری رکھیں، اور اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق قائم رکھیں، یہاں تک کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے حملہ آور اس سرزمین سے ہزیمت کھانے پر مجبور ہوجائیں۔

ان شاء اللہ اس راہ میں فتح ونصرت ان غیور مجاہدین کے ہمنوا ہوگی جو دین حق کے دفاع میں لگے ہوئے ہیں۔ والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

20/11/1433ھق بمطابق 06/10/2012ء

مولوی ابوبکر صدیق عفی عنہ

امیر کی اطاعت اور اس میں پوشیدہ حکمتیں......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالی کا لاکھ، لاکھ شکر ہے کہ اس نے امت مسلمہ کو طالبان کے ذریعے صدیوں بعد خلافت راشدہ کی طرز پہ اسلامی حکومت اور شرعی امارت کی برکات نصیب کی تھیں۔ اور یہ ایک ایسی حکومت تھی کہ جسے دیکھنے کی خواہش سینوں میں دفن کیے ہزاروں علماء وصلحاء دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔

پھر شاید کہ اللہ تعالی عزوجل کو طالبان مجاہدین کا مزید تزکیہ یا مزید نکھر کے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے علمِ جہاد بلند کرنا مقصود تھا کہ امریکہ جیسا شیطان، کفار ومنافقین کی معیت میں امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ آور ہوا۔

نیکوکاروں کو آزمائشوں میں مبتلا کرنے اور راہ راست پر قائم رکھنے کی صدیوں سے چلی آنے والی اللہ تعالی کی سنت ایک مرتبہ پھر زندہ ہوئی اور چشمِ فلک نے شریعت کے متوالوں کو کندن بنتے دیکھا، ایسے ہی حالات کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

الم (۱) احسِب الناس ن یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون (۲) ولقد فتنا الذِین مِن قبلِھِم فلیعلمن اللہ الذِین صدقوا ولیعلمن الکاذبین .(سور العنکبوت)

''الم۔ آیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے، اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے، سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔''

اور حضور پاک ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ:

عن سعد بن بی وقاص قال قلت یا رسول اللہ، ا ی الناس ا شد بلا ءً؟ قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی العبد علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاء ہ وان کان فی دینہ رقۃ ابتلی علی حسب دینہ فما یبرح البلاء بالعبد حتی یترکہ یمشی علی الارض وما علیہ من خطیئۃ.(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر عل البلاء)

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ آزمائشوں سے اللہ کے نبیوں کو سابقہ پیش آتا ہے، پھر جو لوگ (مقام ومرتبہ میں) ان سے قریب تر ہوتے ہیں، ان کو آزمایا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اس کے دین کے ساتھ وابستگی کے مطابق ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔ پس اگر اس کے دین میں مضبوطی ہوگی تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی، اور اگر اس کے دین میں نرمی ہوگی تو اس کے دین کے مطابق اسے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ پس یہ آزمائش بندے سے دور نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ زمین میں چل رہا ہوگا اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔''

ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ تمام آزمائشیں کافور ہو جائینگی اور کرہ ارض پر امارت اسلامیہ افغانستان ایک مرتبہ پھر مجاہدین اسلام کی قربانیوں کے صدقے خلافت علی منہاج النبوۃ کی عملی تصویر پیش کر رہی ہوگی۔''

آج دشمن کے شکست و ریخت کے اسباب اور موجودہ کامیابیوں اور مجاہدین اور افغان عوام کی دینی استقامت پر غور کیا جائے تو سوائے اس کے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کامیابیاں اور کامرانیاں اللہ پاک کی مجاہدین سے خصوصی محبت اور توجہ ہی کا نتیجہ ہیں، اللہ کا فرمان ہے:

ان اللہ یحب الذِین یقاتِلون فِی سبِیلِہِ صفا کانھم بنیان مرصوص (سور الصف)

''اللہ محبت رکھتا ہے ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

دوسرا اہم اور بنیادی سبب جو نظر آتا ہے وہ مجاہدین اور عامۃ الناس کے

قلوب کا جناب عالی قدر امیر المؤمنین مدظلہ کی جانب متوجہ ہونا اوران کی امارت کے زیر سایہ خوب اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنا ہے، اسی اطاعت امیر اور اتحاد و اتفاق کے نتیجے میں اللہ تعالی نے امیر المؤمنین کے اقدامات وتوجہات میں وہ برکت اور قوت رکھی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں ہمیں نظر آتی تھی، ان کے فرامین جہاں مومنین کی روحوں میں رچ بس جاتے ہیں وہیں کفار کے قلوب کو ہلا ڈالنے اوران کے مکروہ عزائم کو متزلزل کر ڈالنے کا غیبی ہتھیار ہیں، امیر المؤمنین کی فراست کو دیکھتے ہوئے اس حدیث کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے:

اتقوا فراسة المؤمن،فانه ينظر بنور الله[مجمع الزوائد، ومنبع الفوائد، كتاب الزهد]

''تم مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

ہمیں جان لینا چاہیے کہ اطاعت امیر صرف عزت افزائی، عقیدت مندی یا محض سیاسی ضرورت کے تحت کسی کی سیادت قبول کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ ایک شرعی فریضہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہم پر لاگو کیا ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع الامیر فقدا طاعنی ومن عصی الامیر فقد عصانی (بخاری ۲۹۵۷)

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔''

اطاعت امیر کے فوائد و منافع پر نظر دوڑائی جائے تو اللہ کے بیش بہا انعامات و اکرامات سامنے آتے ہیں۔ مثلاً امریکہ اوراس کے گماشتوں کی موجودہ واضح شکست کو ہی دیکھ لیجیے! اس اتحاد و اتفاق اور اطاعت امیر ہی کا نتیجہ ہے۔

اطاعت و انقیاد کے نتیجے میں طالبان مجاہدین پر اللہ پاک کے تازہ انعامات میں سے ایک واضح انعام امیر المؤمنین کے حکم پر امارت اسلامیہ کے دشمنوں کی صفوں میں نفوذ کر جانے والی پالیسی پر عمل پیرا ہونا اوران کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کرنا، ان میں بداعتمادی کی فضا پیدا کرنا اوران کی افواج کے اندر سے ہی انھیں کاٹ ڈالنا اور خوفزدہ کر دینا ہے۔ امریکہ کا ملی افواج کی تربیت سے ہاتھ کھینچ لینا، ان پر عدمِ اعتماد کا اظہار اس کے واضح اور بیّن ثبوت ہیں۔

حالانکہ بظاہر ایسے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا، بے دریغ مال و دولت خرچ کرنے کے باوجود بھی بڑی بڑی حکومتوں کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے، اور بین الاقوامی حکومتیں ایسے اقدامات کو اس قدر پوشیدہ رکھتی ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی، جبکہ طالبان کے ہاں تو ڈنکے کی چوٹ پر صرف جنت کے عوض یہ سودا کیا جاتا ہے کے افغانی اپنی غیرت اور اسلامی حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے دشمن کو چیر ڈالیں۔

میں اس ساری تمہید کے تحت اصلاً جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ امیر نے جب اللہ کی رضا کی خاطر ایک لائحہ عمل اختیار کیا اور مأ مورین نے اس کی خلوصِ دل سے اقتداء کی تو لامحالہ مؤمنین کی طرف اللہ تعالی کی رحمتیں متوجہ ہوتی ہیں اور مغضوبین پر اس کی لعنتیں اور پھٹکار برستی ہے۔ اور امیر کی اطاعت میں سراسر ہی خیر ہوتی ہے، اوراس کے احکام محض جنگی مکر نہیں ہوتے بلکہ اپنی اصل میں شرعی راہنمائی اور اسلاف کے طریقۂ کار کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

اب اسی دشمن کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی پالیسی کو ہی لے لیجیے، ہم میں سے شاید بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ دشمن کی صفوں میں موجود لوگوں کے ذریعے ہی دشمن پہ وار کرنا اوران میں اپنے حامی پیدا کر کے شکست کی راہ ہموار کرنا صرف انتظامی حکم یا حربی مکر ہے۔ مگر غور کیا جائے تو یہ امارت اسلامیہ کی کوئی خودساختہ جنگی پالیسی نہیں بلکہ اس عمل کی ایک واضح تاریخ ہے، جو حضور پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگیوں سے ثابت ہے۔

میں یہاں اس پالیسی سے متعلق اسلام کی روشن تاریخ میں سے چند ایک واقعات ذکر کروں گا، اور واضح کروں گا کہ جب تک مسلمان اپنے امیر کی باتوں کو دل سے قبول کریں، اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں، اور امارت شرعیہ کی پالیسیوں کو شرعی ذمہ داری سمجھیں تو ان شاء اللہ کفار ان کے ہاتھوں اسی طرح ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے جیسا کہ وہ ہمارے بڑوں کے ہاتھوں ہوتے

آئے ہیں۔

لہٰذا اسی موضوع سے متعلق یہاں چند ایمان افروز واقعات ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ مؤمنین کی اپنے امیر سے وابستگی مزید مضبوط ہو، ان کا حوصلہ بلند ہو اور وہ خوب جوش وخروش اور شرح صدر سے کفار کو ہزیمت سے دوچار کرنے کی ایسی تدابیر روبہ عمل لائیں۔

آمدم برسرِ مطلب کہ ہمارے موجودہ حالات غزوۂ خندق سے بخوبی مطابقت رکھتے ہیں، جب کفار واشرار نے اکٹھے ہو کر مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لیے حملہ کیا تھا۔ اس جاں گسل موقع پر اللہ کے فضل وکرم اور مجاہدین اسلام کی استقامت نے کفار کو اسی طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا جیسا کہ مجاہدین کے ہاتھوں امریکہ اور تمام کفریہ طاقتیں مجبور ہو رہی ہیں۔

جب جنگ طویل ہوگئی، پریشانی بڑھتی جا رہی تھی تو قبیلہ غطفان کے ایک صاحب حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابھی تک کسی کو بھی میرے قبول اسلام کا علم نہیں ہے، آپ ﷺ مجھ سے اس وقت جو خدمت لینا چاہیں میں اسے انجام دے سکتا ہوں......

حضور ﷺ نے فرمایا: تم جا کر دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کرو، اس پر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ فوراً ہی بنو قریظہ کے ہاں پہنچے۔ جاہلیت میں ان سے ان کا بڑا میل جول تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے کہا:

’’آپ لوگ جانتے ہیں کہ مجھے آپ لوگوں سے محبت اور خصوصی تعلق ہے۔ انہوں نے کہا، جی ہاں۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا، اچھا تو سنیے کہ قریش کا معاملہ آپ لوگوں سے مختلف ہے۔ یہ علاقہ آپ کا اپنا علاقہ ہے۔ یہاں آپ کا گھر بار ہے، مال ودولت ہے، بال بچے ہیں۔ آپ اسے چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے مگر جب قریش وغطفان محمد ﷺ سے جنگ کرنے آئے تو آپ نے محمد ﷺ کے خلاف ان کا ساتھ دیا۔ ظاہر ہے ان کا یہاں نہ گھر بار ہے، نہ مال ودولت ہے نہ بال بچے ہیں اس لیے انہیں موقع ملا تو کوئی قدم اٹھائیں گے ورنہ بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائیں گے۔ پھر آپ لوگ ہوں گے اور محمد ﷺ ہوں گے۔ لہٰذا وہ جیسے چاہیں گے آپ سے انتقام لیں گے۔ اس پر بنو قریظہ چونکے اور بولے نعیم! بتائیے اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا، دیکھئے! قریش جب تک آپ لوگوں کو اپنے کچھ آدمی یرغمال کے طور پر نہ دیں، آپ ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ قریظہ نے کہا، آپ نے بہت مناسب رائے دی ہے۔‘‘

اس کے بعد حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سیدھے قریش کے پاس پہنچے اور بولے:

آپ لوگوں سے مجھے جو محبت اور جذب خیر خواہی ہے اسے تو آپ جانتے ہی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا تو سنیے! کہ یہود نے محمد ﷺ اور ان کے رفقا سے جو عہد شکنی کی تھی اس پر وہ نادم ہیں اور اب ان میں یہ مراسلت ہوئی ہے کہ وہ [یہود] آپ لوگوں سے کچھ یرغمال حاصل کر کے ان [محمد ﷺ] کے حوالے کر دیں گے اور پھر آپ لوگوں کے خلاف محمد ﷺ سے اپنا معاملہ استوار کر لیں گے۔ لہٰذا اگر وہ یرغمال طلب کریں تو آپ ہرگز نہ دیں۔‘‘

اس کے بعد غطفان کے پاس جا کر بھی یہی بات دہرائی [اور ان کے بھی کان کھڑے ہو گئے]۔

اس کے بعد قریش نے یہود کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا قیام کسی سازگار اور موزوں جگہ پر نہیں ہے۔ گھوڑے اور اونٹ مر رہے ہیں۔ لہٰذا ادھر سے آپ لوگ اور ادھر سے ہم لوگ اٹھیں اور محمد ﷺ پر حملہ کر دیں۔ لیکن یہود نے جواب میں کہلایا کہ آج ہفتے کا دن ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم سے پہلے جن لوگوں نے اس دن کے بارے میں حکمِ شریعت کی خلاف ورزی کی تھی انھیں کیسے عذاب سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ علاوہ ازیں آپ لوگ جب تک اپنے کچھ آدمی ہمیں بطور یرغمال نہ دے دیں، ہم لڑائی میں شریک نہ ہوں گے۔

قاصد جب یہ جواب لے کر واپس آئے تو قریش اور غطفان نے کہا:

"واللہ نعیم نے سچ ہی کہا تھا"۔ چنانچہ انہوں نے یہود کو کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم! ہم آپ کو کوئی آدمی نہ دیں گے، بس آپ لوگ ہمارے ساتھ ہی نکل پڑیں اور [دونوں طرف سے] محمد ﷺ پر ہلہ بول دیا جائے۔ یہ سن کر قریظہ نے باہم کہا، واللہ نعیم نے ہم سے سچ ہی کہا تھا، اس طرح دونوں فریقوں کا اعتماد ایک دوسرے سے اٹھ گیا۔ ان کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان کے حوصلے ٹوٹ گئے۔

[اس واقعے کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے کتبِ سیرت سے مراجعت کیجیے]

دوسرا واقعہ والیِ حلب حضرت یوقنا رحمہ اللہ کا ہے، حضور پاک ﷺ کے ہاتھ پر خواب میں اسلام لانے کے بعد انھوں نے لشکرِ اسلام کے لیے اس قدر خدمات انجام دی تھیں کہ اس دور میں شاید ہی کسی نومسلم نے اتنی خدمات انجام دی ہوں۔

حضرت یوقنا رحمہ اللہ اپنے اسلام کو چھپا کر حیلے بہانے سے شاہ روم ہرقل کے جرنیل خاص بننے میں کامیاب ہوگئے۔ انھوں نے رومیوں کو اندر سے اتنے گھاؤ لگائے تھے کہ رومی بلبلا اٹھے تھے۔ رومیوں کے دارالحکومت انطاکیہ کی فتح میں ان کا کلیدی کردار رہا ہے۔ لشکرِ اسلام کے قائد محترم جناب حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے زیرکمان وہ ہمیشہ دشمن میں پھوٹ ڈالنے کا مشن نبا ہتے رہے ہیں، ان کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک صحابی حضرت عامر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رومی جو ہمارے مذہب میں داخل ہوگئے تھے، میں اکثر ان کا جلیس رہا کرتا تھا، میں نے ان میں سے کسی آدمی کو یوقنا سے زیادہ اعتقاد میں مخلص، اجتہاد میں کامل، نیت میں خالص، جہاد میں حامی اور رومیوں کی جنگ کے فنون کا ماہر نہیں دیکھا، خدا کی قسم اس نے مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور رب العالمین کو اپنے سے راضی کرلیا۔ قلعہ حلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد رومیوں میں اس نے وہ کام کیا جو اس کے ابناء جنس میں سے کوئی نہیں کرسکا۔ مسلمانوں کو اس نے سوتے واقامت کرتے، رات کو اور نہ دن کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑا اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔''

تیسرا واقعہ والیِ رومۃ الکبریٰ حضرت فلنطانوس رحمہ اللہ کا ہے، جنھوں نے اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ ہرقل کی فوج میں پھوٹ دال دی تھی اور اس کے لشکر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ ان کی مجاہدین کے لیے خدمات اور اسلام قبول کرنے کا عوضانہ اللہ تعالی کی طرف سے یہ ملا کہ حضور پاک ﷺ، امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے خواب میں تشریف لایے اور بشارت دی کہ؛ اللہ تبارک وتعالی نے ان کے تمام گناہ معاف کردیے ہیں۔

چوتھا واقعہ کفار کے ذریعے ہی کفار میں پھوٹ ڈلوانے کا ہے۔ شام کے علاقے حمص کے رئیس ابوالجعید جس کی بیوی اس کے اپنے رومیوں کے ہاتھوں لٹ چکی تھی اور بچہ قتل کیا جا چکا تھا نے جنگ یرموک کے سخت ترین معرکے میں (جب کفار لاکھوں میں اور مسلمان چند ہزار تھے) مسلمانوں کے امیر پاس آکر کہا کہ رومیوں کا لشکر اتنا زیادہ کہ اگر وہ خود کو آپ کے سپرد بھی کردیں تو انھیں قتل کرنے کے لیے ایک مدت مدید چاہیے، لہٰذا آپ اگر امان دیں تو ان کے ساتھ ایسا مکر کروں گا کہ آپ کو فتح یابی ہوگی، سو انھوں نے اجازت دے دی، اور اس کے حیلے سے اتنے رومی پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوئے کہ جن کی تعداد احاطۂ تحریر میں لانے سے از بس ہے۔

[حضرت یوقنا اور حضرت فلنطانوس رحمہما اللہ کی اسلام کے لیے خدمات اور ابوالجعید کا کارنامہ تفصیل سے دیکھنے کے لیے فتوح الشام مصنفہ علامہ واقدی، ترجمہ مولانا شبیر احمد انصاری رحمہما اللہ کا ضرور مطالعہ کیجیے]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمیں امیر کے احکام اور اطاعت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا پرتو سمجھنا چاہیے، اس کے تمام احکامات کو دل وجان سے بجالانا چاہیے، کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیے، ہوسکتا ہے اسی میں خیر ہو۔ اگر کوئی امر خلاف واقعہ ہو تو احسن طریقے سے امراء کے سامنے صورتحال واضح کرنی چاہیے، اور شوریٰ سے لے کر عام ارکان تک کے لیے امیر کے فیصلوں کو دل وجان سے قبول کرنا لازم ہے، اِلّا یہ کہ وہ غیر شرعی فیصلہ نہ ہو۔

مذکورہ واقعات سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ امیر کے صرف ایک حکم کے اندر اتنی حکمتیں اور شرعی تطبیقات پنہاں ہیں، کہ ہم ان کے فوائد وعجائبات کا تصور بھی نہیں کرسکتے، اگر ہم تمام احکامات پر خلوصِ دل سے متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ تعالیٰ ضرور ہمارے حال پر رحم فرمائیں گے، ہمیں ایک دوسرے سے محبت کی توفیق سے نوازیں گے، دشمن پر فتح یابی اور آخرت میں سرخروئی عطاء فرمائیں گے۔

❖❖❖

مغرب اب کھل کر سامنے آ ئے

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کوہساروں کی سرزمین افغانستان میں شکست اب نوشتہء دار کی طرح نظر آ رہی ہے، اس لیے اب ان کا سارا زور میڈیا کے میدان پر ہے۔ان کی ساری کوششیں امارت اسلامیہ کے خلاف جھوٹ کا سہارا لے کر مجاہدین کو بدنام کرنے اور دنیا بھر میں منفی پروپیگنڈہ کر کے طالبان کو نقصان پہنچانے پر صرف ہورہی ہیں۔ مسلسل دہشت گردی کی رٹ لگا کر طالبان کو وحشی اور تشدد پسند ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔گیارہ سال قبل افغانستان کے نہتے اور مفلوک الحال عوام پر امریکی حملے کو بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام اسی مقصد کے لیے دیا گیا۔صرف طالبان ہی نہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کو تشدد پسند، جنونی، سخت گیر اور بنیاد پرست کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔مغرب خود کو خواتین کے حقوق، انسانی مساوات، بنیادی انسانی حقوق، انسانی آزادی، آزادیٔ اظہار رائے، انسانی ہمدردی، مذہبی ہم آہنگی، مسلکی رواداری اور اس قبیل کے دیگر حقوق اور اعلی اخلاقی اقدار کا علمبردار کہتے نہیں تھکتا۔مگر زمینی حقائق پر نظر رکھنے والے حقیقت بین لوگ جانتے ہیں کہ مغرب اپنے اس دعوے میں کس قدر سچا ہے؟ یورپ اور امریکہ میں کہاں تک انسانی مساوات کا خیال رکھا جاتا ہے؟ خواتین کے احترام اور حقوق کا مطلب ان کے ہاں کیا ہے؟ دیگر اقوام اور مذاہب کے ساتھ ہم آہنگی ان میں کہاں تک پائی جاتی ہے؟ دیگر مذاہب کا احترام اور ان سے انسانی بنیادوں پر ہمدردی کا جذبہ ان میں کہاں تک پایا جاتا ہے؟ یہ ساری باتیں حالات کا معمولی ادراک رکھنے والا ہر فرد بخوبی جانتا ہے۔یوں تو شروع ہی سے مذہبی منافرت، سخت گیری، ظلم وتشدد اور انسان دشمنی مغرب کے مسیحی اقوام کا خاصہ رہا ہے مگر نائن الیون کے بعد مسلمانوں کے خلاف ان کے پروپیگنڈے میں جتنی تیزی آئی ہے ماضی میں اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔مسلمانوں کے خلاف ان کے تعصبات اور نفرتوں میں جو اضافہ ہوا ہے ایسا پہلے شاید نہیں ہوا۔حالانکہ اس بات پر اب تک کوئی سنجیدہ تحقیق نہیں ہوئی کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر سانحے کے اصل مجرم کون ہیں، نہ ہی دنیا کی کسی عدالت میں کوئی مقدمہ چلا۔یوں ہی اٹکل پچوں سے الزام شیخ اسامہ بن لادن شہید پر لگایا گیا اور پھر پورے افغانستان کو اس ناکردہ جرم کی سزا دی گئی۔اقوام متحدہ، مغربی دنیا اور بالخصوص امریکہ کا پہلا جرم تو یہی ہے کہ انہوں نے ملزمین کی نشاندہی اور الزامات کے ٹھوس ثبوت کی بجائے پروپیگنڈے کا راستہ اختیار کیا۔مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کے تعصب اور مذہبی منافرت کا اندازہ لگانے کے لیے صرف اس بات کو سمجھ لینا ہی کافی ہے ۔طالبان کو جس جرم میں دہشت ٹھہرا کر حملوں کا نشانہ بنایا گیا وہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے اسامہ بن لادن کی حوالگی سے انکار کر دیا تھا، حالانکہ طالبان نے اس وقت بھی بالغ نظری اور ڈائیلاگ پر یقین کا ثبوت دیتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ امریکہ نائن الیون کا مقدمہ دنیا کے کسی بھی مسلمان ملک کی عدالت میں چلائے اور ثبوتوں کی بناء پر شیخ اسامہ کو مجرم قرار دے۔لیکن جواب میں امریکہ کی جانب سے دھونس، طاقت کے استعمال کی دھمکی اور دولت کی لالچ سامنے آئی۔ یہ تھا مغرب کا "منصفانہ" فیصلہ جس کی رو سے ساری دنیا کے مسلمان دہشت گرد ٹھہر گئے ۔اور پھر مسلمانوں کے خلاف ایک ایسے صلیبی جنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کے مقاصد اور انتہاء کا کسی کو علم نہ تھا۔اسلامی دنیا سے شکوہ یہ ہے کہ ایک ارب سے زائد دنیا کی مسلم آبادی کے حکمرانوں نے نہ تو سانحہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی امریکی تحقیقات میں کوئی دلچسپی لینے کی کوشش کی اور نہ ہی مسلم دنیا کا مقدمہ لڑنے کی کوئی کوشش کی بلکہ اس بارے میں امریکہ کے قائم کردہ تحقیقاتی کمیشن کے امریکی اراکین نے امریکی مفادات کے دائرہ کی حدود میں رہ کر جو کچھ بھی لکھا یا نشاندہی کی اُس کو زیر بحث لانے اور با مقصد انداز میں سوالات اٹھانے کی بجائے سو فیصد درست مان کر خود کو مجرم تسلیم کر لیا حالانکہ اس تحقیقاتی کمیشن کے بہت سے پہلو توجہ اور بحث کے لائق ہیں۔ ڈائیلاگ اور پبلک ڈپلومیسی کے موجودہ دور میں بھی ہم اپنے معاملات کے خود اتنے خراب وکیل ہیں کہ حقائق اور صورتحال اپنے حق میں رکھتے ہوئے بھی اپنی غفلت اور کوتاہیوں

کے ہاتھوں اپنا مقدمہ خود ہار جانے کی روایت پر مضبوطی سے قائم ہیں اور پھر اپنی کمزوریوں کی بجائے آسانی سے دوسروں کے تعصب کو اپنا جرم مان کر خود کو مجرم ثابت کر دیتے ہیں۔

یہ بین الاقوامی منظرنامے کی صورتحال ہے جس میں مغرب کے دعووں کے برخلاف اس کے بھیانک چہرے کی تصویر نظر آتی ہے۔ بین الاقوامی صورتحال سے نظر ہٹا کر معاشرتی اور سماجی ماحول میں دیکھیں تو بھی مغربی دنیا میں مسلمانوں کو نفرت، تعصب بلکہ تشدد اور وحشت ناک کارروائیوں کا سامنا ہے۔ میڈیا پر مسلمانوں کے خلاف شدید پروپیگنڈے کے باعث نائن الیون کے بعد پوری مغربی دنیا میں میڈیا بالخصوص امریکہ میں مسلمانوں کو جن سخت حالات اور مشکلات کا سامنا ہے اس نے بہت سے مسلمانوں کو امریکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بہت سے عرب اور ایشیائی مسلمان جو برسہا برس سے امریکہ میں مقیم تھے نائن الیون کے بعد کے حالات سے مجبور ہو کر امریکہ چھوڑ گئے۔ برقع، داڑھی، پگڑھی اور دیگر اسلامی شعائر خاص طور سے مغربی عوام کی نفرت کا نشانہ بنے۔ مسلمان طلباء کو تعلیمی اداروں سے اٹھا کر غائب کیا گیا، مسلمان تاجروں کے کاروبار تباہ ہوگئے۔ محلے، کالونیوں میں مسلمانوں کو ہراساں کیا گیا۔ مسلمانوں کے چہرے، لباس اور طرز و طریق نفرت کا نشانہ بننے لگے۔ داڑھی اور پگڑھی کو تو اس قدر تعصب کا سامنا ہوا کہ سکھ جن کا اسلام اور مسلمانوں سے دور کا بھی تعلق اور واسطہ نہیں وہ بھی امریکیوں کے تعصب کا شکار ہونے لگے۔ نائن الیون کے بعد مسلمانوں کے شبہ میں بہت سے سکھوں کو بھی مار پیٹ اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا
۔

سکھوں سے امریکیوں کے اس سلوک کے بارے میں بی بی سی اردو کے معروف کالم نگار حسن مجتبیٰ کے کالم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں :

جب کئی برسوں کے بعد پہلی بار میں نیویارک آیا تو ایک شام ایمسٹرڈم ایونیو پر جس راہ گیر سے میں نے لنکن سینٹر کے ایک تھیٹر کا پتہ پوچھا تھا تو وہ ایک سکھ تھا۔ ابھی یہ سکھ راہ گیر میرا پوچھا ہوا پتہ بتانے کے لیے رکا ہی تھا تو اس کے آگے ایک وین نے آکر بریک مارا اور اس میں بیٹھے ہوئے مقامی نوجوانون نے اس سکھ راہ گیر اور اس کے ساتھی پر آوازے کسے بن لادن اور یہ جا وہ جا، وین فراٹوں میں غائب۔۔۔

امریکہ میں جب سے گیارہ ستمبر دو ہزار ایک کو نیویارک اور واشنگٹن پر پر دہشتگردانہ حملے ہوئے تھے تب سے سکھ جن کا اس سے نہ لینا نہ دینا زبانی اور جسمانی حملوں کی زد میں رہے ہیں۔ ان کا قصور؟ ان کا قصور ان کی وضع قطع و تراش خراش ہے۔ دو ہزار ایک کے ستمبر سانحے کے بعد کیلیفورنیا، جہاں تمام امریکہ میں سب سے زیادہ سکھ آبادی ہے وہاں پر بسوں اور ٹرینوں پر ریاستی انتظامیہ کی طرف سے نفرت پر مبنی جرائم کے خلاف اشتہار لگایا گیا جس میں شلوار قمیض پہنے ایک جنوبی ایشیائی خاتون کو دکھایا گیا تھا اور اس کے ساتھ تحریر تھا پہلے انہوں نے مجھے روکا پھر وہ مجھ پر چلائے اور کہا: اپنے گھر (ملک) واپس جاؤ۔ ستمبر دو ہزار ایک کے بعد متواتر سکھ امتیازی سلوک یا تشدد کے حوالے سے نشانے پر ہیں جس کی ایک مثال سکھ حقوق کی تنظیم "سکھ کولیشن" کی وہ رپورٹ ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ سال دو ہزار ایک سے لے کر اب تک ان کی تنظیم سکھوں کے خلاف امتیازی سلوک و تشدد کی ایک ہزار شکایات وصول کر چکی ہے۔ گیارہ ستمبر دو ہزار ایک کے بعد تیرہ ستمبر کو ایریزونا ریاست میں پہلا شکار ایک گیس اسٹیشن کا مالک بلبیر سنگھ سوڈھی تھا جس پر ایک مقامی سفید فام نوجوان نے حملہ کر کرا سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ بلبیر سنگھ کے مبینہ قاتل نے پولیس کو بتایا تھا کہ وہ میڈیا پر ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر دہشتگرد حملے کی فوٹیج بار بار دیکھنے کے بعد عربوں کو ختم کرنے نکلا تھا۔ حملہ آور نعرے مارتا رہا تھا کہ وہ یہ سب کچھ امریکہ کے لئے کر رہا ہے۔ کئی سکھوں کو مارا پیٹا گیا، کئی کو شدید زخمی کیا گیا، ان کے گردواروں، دکانوں، ریستورانوں اور شراب کی دکانوں پر حملے ہوئے۔ ابھی صرف گذشتہ سال دو ہزار گیارہ میں کیلیفورنیا کے سانتا کلارا میں دو بزرگ سکھوں پر چھریوں سے حملے ہوئے۔ ان کئی حملوں میں حملہ آوروں نے نعرے لگائے، چیخے چلائے، جشن کرتے گئے کہ انہوں نے طالبان، اور بن لادن کو مارا ہے۔ اگرچہ ان میں کئی مقدمات کے ملزمان کو عدالتوں سے سخت سزائیں بھی سنائیں جن میں بلبیر سنگھ سوڈھی کے قاتل کو سزائے موت جو پھر عمر قید میں بدل دی گئی شامل ہے لیکن سکھوں پر تشدد کے واقعات متواتر سننے میں آتے رہے۔ نیویارک میں سکھوں کیلیے انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیم سکھس فار جسٹس کے ایک نوجوان وکیل نے ایک مقامی امریکی کے حوالے سے بتایا کہ ستمبر دو ہزار ایک یا اس کے بعد تک بھی ہم یہ سمجھتے تھے کہ سکھ وہ ہندو ہیں جو

مسلمان ہوتے ہیں۔ایک مقامی امریکی جریدے ٹائم کی ایک رپورٹ کے مطابق، دو ہزار ایک میں ایک شراب کی دکان کے اس سکھ مالک کو بھی طالبان سمجھ کر پیٹا گیا جس نے اپنے سر پر امریکی جھنڈے کی پگڑی پہنی ہوئی تھی۔سکھوں کو اب امریکہ میں بھی مقامی دہشتگردی کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کے لیے سی این این نے کہا کہ امریکہ کو مقامی دہشتگردی سے بھی اتنا ہی خطرہ ہے جتنا القاعدہ سے ہے۔"

ایک مغربی نشریاتی ادارے کے یہ الفاظ درحقیقت مسلمانوں کے خلاف ان کی نفرت کا اعتراف ہے۔ یہ واقعات تو سکھوں کو پیش آئے جن کو محض مسلمانوں کے شبہہ میں مارا پیٹا گیا۔ یقیناً مسلمانوں کی تعداد سکھوں سے کئی گنا زیادہ ہوگی جن کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا گیا۔ دوسری طرف عوام کو اس قدر آزادی دی گئی ہے کہ وہ جب چاہیں جہاں چاہیں مسلمانوں کو اپنے غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنائیں۔سکھوں کی داڑھی اور پگڑی کے خلاف منافرانہ کارروائیاں اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکیوں کو مسلمانوں کے شکل وصورت ہی سے نفرت ہے۔ حالانکہ کسی کے خیالات اور نظریات سے عدم اتفاق تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کے خلاف تعصب رکھنے کی بہر حال کسی کو اجازت نہیں، اور تعصب بھی اس قدر کہ قانون ہاتھ میں لے کر سر عام کسی کو ذلیل ورسوا کیا جائے اور مارا پیٹا جائے، یہ سب کسی شائستہ معاشرے میں قابل قبول ہرگز نہیں ہوتا۔ یہ تو نظریے اور خیال کی بات تھی کسی کے چہرے یا لباس سے نفرت کرنا تو شاید کسی ذی عقل کے ہاں کوئی شائستگی یا انسانی اخلاق کہلانے کے مستحق نہیں۔کسی کے لباس سے اس قدر نفرت کو محض جنون ہی کہا جاسکتا ہے۔ امریکہ میں صرف مردوں کی داڑھی یا پگڑی ہی نہیں خواتین کا برقعہ نفرت اور تعصب کا شکار رہا۔ نائن الیون کے بعد بہت سی خواتین نے برقع اور سکارف اوڑھنا اس لیے چھوڑ دیا کہ اس کی وجہ سے انہیں ہر وقت امریکیوں کے نفرت کا نشانہ بننا پڑتا۔ بہت سی مضبوط ایمان والی خواتین نے برقع اور پردہ چھوڑنے کی بجائے امریکہ چھوڑ دیا۔ تعلیمی اداروں میں مسلمان طالبات کو نان مسلم طلبہ وطالبات کی جانب سے سخت کوفت اور تکالیف کا سامنا رہا۔ مسلمان لڑکی رابعہ ساجد کی بپتا ذیل میں ملاحظہ کیجیئے جنہیں صرف برقع اور حجاب کی وجہ سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حجاب پہنا ہوا تھا تو کچھ لوگوں نے ان کو گالیاں دے کر مارنے کی دھمکی دی اور کہا کہ اپنے ملک واپس چلی جاؤ۔ جب انہوں نے شکایت پولیس سے کرنی چاہی تو پولیس والوں نے کہا کہ بہتر ہوگا اگر آپ اس طرح حجاب نہ پہنیں۔ اس حادثے سے گھبرائی رابعہ نے حجاب کو لپیٹ کے رکھ دیا اور پھر کبھی نہیں پہنا۔ رابعہ کہتی ہیں میں ابھی اگر حجاب پہنوں گی تو مجھے ڈر ہے کہ مجھے کچھ ہو نہ جائے۔ کیونکہ اگر میں پولیس سے کوئی شکایت بھی کرنے جاؤں گی تو مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ میری بات پر توجہ نہیں دیں گے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان نفرت کے حوالے سے ہونے والے حملوں کا شکار ہونے کے باوجود پولیس میں شکایت درج نہیں کراتے۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی فائدہ نہیں ہے اور کسی کو سزا نہیں ملے گی۔ اس کے باوجود گزشتہ سال امریکہ میں تقریباً 43 فیصد مسلمانوں نے اپنے خلاف تشدد حملوں اور تعصب کی شکایات درج کرائیں۔

جہان السعید ایک عرب نسل کی امریکی طالبہ ہیں۔ سال دو ہزار نو میں ان کے سکول میں ان کے حجاب کو تین لڑکیوں نے کھینچ کر اتار دیا۔ جہان السعید کہتی ہیں میں سکول میں داخل ہوئی تو پیچھے سے تین لڑکیوں نے تین بار میرا حجاب کھینچا اور مجھے گالیاں بھی دیں۔ جب میں نے سکول کے سیکورٹی، جس نے یہ حملہ دیکھا تھا، سے شکایت کی تو انہوں نے ٹال دیا کہ کوئی بڑی بات نہیں ہوئی ہے۔ صرف امریکہ ہی نہیں یورپ میں بھی برقع اور حجاب اوڑھنے والی خواتین کو تنقید کا ہدف بنایا گیا۔ فرانس اور بلجیئم سمیت کئی یورپی ممالک میں حجاب اوڑھنے پر باقاعدہ قانونی پابندی عائد کی گئی اور مخالفت کرنے پر ڈیڑھ سو یورو کا جرمانہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ بیلجیئم وہ دوسرا یورپی ملک ہے جس نے برقع پر پابندی عائد کی ہے جبکہ فرانس کے سابق صدر سرکوزی جو اسلامی شعائر کے خلاف سخت تعصب رکھنے میں مشہور تھے، اس نے اپنے دور میں حجاب پر پابندی عائد کی۔ فرانس اور بیلجیئم میں برقع پر پابندی کے بعد کئی خواتین کو گرفتار اور جرمانہ

> مغرب کے کھوکھلے پن اور جنونی ہونے کا ایک اور بڑا ثبوت مغربی ممالک کی جانب سے مسلمانوں کے عظیم پیغمبر اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کا مذاق اڑانا اور ان کے خاکے بنانا ہے۔ سب سے پہلے یہ خاکے ڈنمارک کے ایک اخبار میں بنائے گئے وہاں سے سویڈن، ناروے اور دیگر ممالک کے اخبارات میں شائع ہونے لگے

کیا گیا ۔ کچھ ہی عرصہ قبل فرانس کے وزیر انصاف نے ایک مقامی جیوری کی مسلمان خاتون رکن کو حجاب پہن کر عدالت میں آنے سے منع کر دیا تھا۔ پابندی لگنے کے بعد مسلمان خواتین کس عذاب سے دوچار ہوئیں اور انہیں کتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں، عام لوگوں سے لے کر حکومتی اداروں تک سب نے ان کے ساتھ کیسا امتیازی سلوک کیا اور مسلمانوں کے خلاف تعصب میں کس حد تک وہ انتہا پسند واقع ہوئے اس کا اندازہ ایک فرانسیسی خاتون ہند احمس کی ان باتوں سے کیا جاسکتا ہے": میں اپریل (پابندی لگنے کے بعد) سے جہنم جیسی زندگی گزار رہی ہوں، مجھے زبانی اور جسمانی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے، میری سرکاری سہولیات تک رسائی ختم ہو کر رہ گئی ہے اور ہر روز مجھے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے لڑائی کرنا پڑتی ہے"۔احمس کے مطابق انھیں بینکوں، دکانوں اور سرکاری دفاتر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے، بس ڈرائیور بس میں سوار کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، روزگار نہیں ملتا ہے، اور گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے ساتھ پینک الارم یا ہنگامی صورتحال سے آگاہ کرنے والا الارم اور مرچ والا سپرے رکھتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں "نقاب پر پابندی کے قانون کے ایک ہفتے کے بعد وہ پرسکون انداز میں اپنی بیٹی کے ساتھ گلی میں جا رہی تھیں کہ ایک جوڑے سے ان کا سامنا ہوا، خاتون نے میری اور میرے مذہب کی تذلیل شروع کر دی جو مجھ سے برداشت نہیں ہوئی تو میں نے جواب دینا شروع کیا تو اس کے خاوند نے میرے چہرے پر گھونسا مارا اور سارے واقعے کے دوران میری بیٹی میری ساتھ کھڑی تھی"۔ فرانس کے بعد بیلجیئم، اٹلی، آسٹریا، نیدرلینڈ اور سوئٹزرلینڈ کی حکومتوں نے بھی برقع پر پابندی عائد کرنے کا عندیہ ظاہر کیا۔

اسلامی شعائر میں صرف داڑھی پگڑی اور برقع ہی نہیں مساجد اور مساجد کے مینار بھی مغرب کے عتاب کا خاص نشانہ بنے۔ مساجد کے میناروں پر پابندی سب سے پہلے سوئٹزرلینڈ میں سامنے آئی جہاں مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے مطابق تین مساجد اور ایک بڑے سینٹر کی تعمیر کی اجازت چاہی مگر انتہا پسند مذہبی جنونیوں نے مسلمانوں کے اس قانونی حق کی مخالفت کی اور مساجد کے میناروں کے خلاف تحریک چلائی ۔صرف مساجد کے مینار ہی نہیں مساجد کی تعمیر پر بھی پابندی عائد کی گئی۔ یہی صورتحال امریکہ میں بھی ہے۔

بی بی سی کی ایک رپورٹ ملاحظہ کیجیے : نائن الیون کے بعد سے امریکہ میں مساجد کی تعمیر کئی دفعہ تنازع اور کشیدگی کا سبب بنی ہے۔ کیا یہی وجہ ہے کہ نئی مسلم عبادت گاہیں اسلام کے معروف طرزِ تعمیر یعنی میناروں اور گنبدوں کے بغیر بنائی جا رہی ہیں؟

واشنگٹن ڈی سی میں واقع نیشنل اسلامک سنٹر ایک پرشکوہ عمارت ہے جس کے ساتھ اس کے اونچے اونچے مینار ہیں۔ امریکہ کی اس مشہور مسجد کے گردان مسلم ممالک کے جھنڈے ہیں جنھوں نے اس کی تعمیر کے لیے پیسے دیے تھے اس مسجد کا ڈزائین مصر میں روایتی اور کلاسکی طرزِ تعمیر سے متاثر ہو کر بنایا گیا تھا۔

امریکن یونیورسٹی میں مطالعہِ اسلام کے پروفیسر اکبر احمد کا کہنا ہے کہ آج اس طرح کی مسجد بنانا ناممکن ہے کیونکہ اس سے شدید تنازع پیدا ہوگا۔

پاکستان کے برطانیہ میں سابق سفیر پروفیسر اکبر احمد کا کہنا ہے آج کل اسلامی طرزِ تعمیر کے لیے اچھے دن نہیں۔

انہوں نے کہا اگر آج کوئی امیر دور اندیش آدمی امریکہ میں تاج محل بنانے کی کوشش کرے گا تو اسے خفیہ طور پر جہادی قرار دے دیا جائے گا۔

صدیوں سے، دنیا بھر میں مینار اور گنبد مساجد کے طرزِ تعمیر کا اہم حصہ رہے ہیں۔ مگر اب مسلم برادریاں اپنی عبادت گاہوں کے لیے نئے ڈزائینوں کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔

کچھ کا خیال ہے کہ زیادہ روبدار طرزِ تعمیر کہیں مسلم مخالف جذبات نہ پیدا کرے۔"

مساجد اور میناروں کی تعمیر پر حکومتوں کی سطح پر پابندی اور عوامی سطح پر انتہا پسندانہ مخالفت اس بات کا ثبوت ہے کہ مغربی دنیا بری طرح مذہبی تعصب کا شکار ہے ۔ اس کے علاوہ امریکہ میں مساجد پر حملے، مساجد کو آگ لگانے اور مساجد میں سور کا خون پھینکنے جیسی انتہا پسندانہ اور تعصّبانہ واقعات ایسے ثبوت ہیں جن پر زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا بلکہ یہ واقعات تو اب ایک ماہ قبل کے ہیں۔

عراق اور افغانستان میں غاصب امریکی اور اتحادی فوجیوں کی جانب سے مسلمان شہریوں پر مظالم کی ہوشربا کہانیاں بھی اب کسی پردۂ اخفا میں نہیں ہیں۔ ابوغریب، گوانتاناموبے، بگرام اور قندھار کی جیلوں میں جو ہوا اور دنیا نے دیکھا وہ تو رہا ایک طرف، گلی کوچوں اور محلوں میں عوام کے ساتھ اور خواتین کے ساتھ ان غاصب درندوں نے جو سلوک کیا وہ ناقابل بیان حد تک اندوہناک ہے۔

زنگاوات کا مشہور واقعہ اب بھی مسلمانوں کے ذہنوں سے محو نہیں جس میں 17 افراد کو انتہائی سفاکی سے شہید اور پھر ان کی لاشوں کو جلا دیا گیا۔ خاکسار نے عینی شاہدین کی زبانی اپنے پیاروں [مردوں اور خواتین] پر ہونے والی مظالم کی کہانی ایک ویڈیو میں سنی ہے جس میں وہ افغان صدر حامد کرزئی کے سامنے ان کی دعوت پر اپنی بپتا سناتے ہیں۔ یقین جانیئے ان احوال کو سننے اور ان کے درد کو محسوس کرنے کے لیے کلیجہ چاہیے۔

امریکی فوجیوں کی جانب سے ایسے واقعات بھی سامنے آئے جس میں پہلے معصوم افغانوں کو شہید کیا گیا اور پھر ان کی لاشوں پر پیشاب کیا گیا اور طرح طرح سے ان کی تذلیل کی گئی اور ان لمحات کو یادگار بنانے اور مسلمانوں کا منہ چڑھانے کے لیے انتہائی فخر سے مختلف پوز بنا کر ساری کارروائی کی تصاویر بھی اتاری گئیں۔ جنونی امریکی فوجیوں کا ایک گروپ جو باقاعدہ The kill them کے نام سے منظم ہے اور مسلمانوں کو پکڑ کر تشدد کے نت نئے طریقے استعمال کر کے شہید کرتا ہے۔ وقتاً فوقتاً کیے جانے والے ان اقدامات اور نت نئے طریقوں کا مقصد محض انٹرٹینمنٹ یعنی تفریح اور وقت گذاری ہوتا ہے۔

مغرب کے کھوکھلے پن اور جنونی ہونے کا ایک اور بڑا ثبوت مغربی ممالک کی جانب سے مسلمانوں کے عظیم پیغمبر اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کا مذاق اڑانا اور ان کے خاکے بنانا ہے۔ سب سے پہلے یہ خاکے ڈنمارک کے ایک اخبار میں بنائے گئے وہاں سے سویڈن، ناروے اور دیگر ممالک کے اخبارات میں شائع ہونے لگے اور نوبت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جرمنی نے مسلمانوں کے خلاف متعصب اور انتہا پسند عیسائیوں کو ایک احتجاجی مظاہرے کے پلے کارڈ کے لیے بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنوانے کی اجازت دے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی وحی قرآن مجید کے ساتھ بھی مغرب کا تعصب اب کسی سے پوشیدہ نہیں، گوانتا موبے کی جیل میں امریکی فوجیوں نے بیت الخلاء میں نعوذ باللہ قرآن مجید کو بہا دینے کے بعد سے قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات میں بھی تسلسل آ گیا۔ باجوڑ اور وزیرستان میں بمباریوں میں تباہ ہونے والے گھروں اور مساجد و مدارس میں بھی قرآن مجید کے سینکڑوں شہید ہو گئے۔ بگرام ائیر بیس میں بھی قرآن مجید کی بے حرمتی کا واقعہ ہوا۔ امریکی پادری ٹیری جونز نے جس انداز میں اعلانیہ طور پر قرآن مجید کی بے حرمتی کی وہ تو انسانیت کے علمبردار ہر مغربی کے چہرے ایک زناٹے دار طمانچہ ہے۔

یہ سب کچھ ان مظاہر کی جھلکیاں ہیں جس میں مغرب کا تعصب کھل کر سامنے آتا ہے۔ یہ چند واقعات محض مثال کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں وگرنہ تفصیلات کے لیے ان صفحات کی گنجائش بہت کم ہے۔ ایک خاتون اگر اپنی مرضی سے پردہ کرتی ہے تو یہ اس کا جمہوری حق ہے جس کا جمہوریت کے دعویدار مغرب کو احترام کرنا چاہیے۔ محض اس لیے کہ ایک خاتون کا لباس مغربی کلچر کے مطابق نہیں اس کو گرفتار کرنا اور جرمانہ لگانا انسانی اقدار کی تذلیل کے ساتھ خواتین کی حق تلفی بھی ہے۔ ایسے شخص یا معاشرے کو بالکل میانہ رو معاشرہ نہیں کہا جا سکتا جو اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہو جائے۔ مسلمانوں کو تشدد پسند کہنے والوں کو اب اپنی توپوں کا رخ ان امریکیوں کی جانب بھی کرنا چاہیے جو مسلمانوں کے قتل سے تفریح حاصل کرتے ہیں۔

ان واقعات کے بعد خود مغرب کو اپنے انتہا پسند اور تشدد پسند ہونے کا یقین ہو جانا چاہیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ انا وابی وامی کے تمسخر اڑانے کے مکروہ جنونی اقدام کے جواز میں ہمیشہ سے ایک ہی رٹی رٹائی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ یہ اظہار رائے کی آزادی ہے۔ اس پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں کہ کیا زبان کی آزادی کی کیا کوئی حدود مقرر نہیں؟ کیا ہر شخص ہر وقت ہر ایک آدمی کے بارے میں اول فول مغلظات بکتا رہے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا کہ یہ اس کی آزادی کے منافی ہے؟ کیا کوئی شخص یہ برداشت کر سکتا ہے کہ اس کی ماں، بہن کو غلیظ الفاظ سے ذکر کیا جائے، یقیناً مغرب بھی کہتا ہے کہ یہ اخلاقی گراوٹ ہے، تو کیا ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے پیغمبر فداہ ابی وامی ایسے محسن انسانیت کی حرمت پر سنگ باری کسی اخلاقی دائرے میں نہیں آتی؟

یہ مغرب کا اخلاقی دیوالیہ پن ہے جس کے باعث وہ اس انتہا کی طرف جا رہا ہے۔ کلام اللہ کی اہانت اور ٹیری جونز ایسے ملعون شخص کے ہاتھوں سرزد ہونے والی حرکت کو مغربی منصف کو نسا رنگ چڑھائیں گے۔

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمالیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان

ذبیح اللہ مجاہد کا برطانوی اخبار ڈیلی ٹیلی گراف کو انٹرویو

پہلا سوال : آج انگلستان کا شہزادہ طالبان کے خلاف لڑنے کے لیے برطانوی فوجیوں کے ساتھ ہلمند آیا ہے، کیا ان کی آمد کی آپ لوگوں کو اطلاع ہے؟ ان کی آمد کے متعلق آپ لوگوں کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب : جی ہاں برطانوی شہزادے کی آمد کے بارے میں ہمیں رپورٹیں ملی ہیں، ان کی آمد صرف ایک علامتی حیثیت رکھتی ہے۔

دوسرا سوال : چھ ماہ پہلے شہزادے کی ہلمند آنے کی اطلاع دی گئی تھی اور وہ آج آگئے ہیں، کیا طالبان ان کو مارنے کے لیے کوئی خاص تیکنیک استعمال کریں گے یا دیگر برطانوی فوجیوں کی طرح ان پر بھی اسی طرز کے حملے کیئے جائیں گے۔

جواب : ہمارا ہر اقدام آزمودہ، مرتب اور خفیہ منصوبوں پر قائم ہوتا ہے، میں نہیں کرسکتا کہ یہاں قبل از وقت اس کی جزئیات سے آپ کو مطلع کرسکوں۔

تیسرا سوال: طالبان اس شہزادے کی آمد کے متعلق کیا سمجھتے ہیں کہ وہ پوری دنیا میں افغانستان اور پھر خاص طور پر ہلمند کیوں بھیجے جارہے ہیں۔ اگر طالبان شہزادے کو مارنے میں کامیاب ہوجائیں تو یہ طالبان کے لیے کس قسم کی کامیابی ہوگی؟ اور غیر ملکی قوتیں طالبان کی قوت کو کس نظر سے دیکھیں گی؟

جواب : آپ جانتے ہیں کہ افغانستان کی جنگ اب مغربی دنیا کے لیے پوری طرح سے ایک تھکا دینے والی جنگ بن چکی ہے۔ اسی لیے برطانیہ میں اس بلاجواز جنگ کے متعلق انتہائی منفی ذہنیت اور نفرت بہت اونچی سطح پر پیدا ہوگئی ہے۔ اسی طرح یہاں افغانستان میں برطانوی فوجیوں کو سخت نفسیاتی انتشار کا سامنا ہے۔ اب برطانوی حکومت اور M,I,6 چاہتا ہے کہ اس بلاجواز اور بے فائدہ جنگ کو اہمیت دیں۔ اس لیے وہ ایسے اقدامات اٹھانے پر مجبور ہیں تاکہ اپنے لوگوں کو قائل کرسکیں کہ دیکھئے شاہی خاندان بھی اس جنگ میں ہمارے ساتھ ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس حوالے سے اپنی ناراضگی کم کردیں۔ اس طرح یہاں موجود اپنے فوجیوں کو بھی مختصر سی مدت کے لیے سہی مگر کچھ آکسیجن دینا مقصود ہے تاکہ ان کا گرا ہوا مورال بلند ہوجائے اور وہ خودکشیاں کرکے ان کے لیے نئی مصیبتیں کھڑی نہ کردیں۔

ہماری نظر میں افغانستان اور پھر ہلمند جیسے ایک جنگی علاقے میں شہزادے کے سفر کے منصوبے کی دوسری وجہ شاید یہ بھی ہے کہ حال ہی میں اس شہزادے کی انتہائی فحش اور وحشی تصاویر ذرائع ابلاغ پر شائع ہوگئیں۔ جن کی وجہ سے نہ صرف برطانوی شاہی خاندان بے آبرو ہوکر رہ گیا بلکہ برطانوی حکومت اور اب برطانوی عوام کو ان سے نفرت ہوگئی ہے۔ برطانوی جو ہر سال سالانہ کئی ملین پاونڈ اس خاندان کی سیکیورٹی پر خرچ کرتے ہیں اور ان کی شخصی زندگی کے اخراجات کے لیے دیتے ہیں، شاہی خاندان نے ان سب کا انہیں یہ بدلہ دیا۔

ہم یہ بھی کہیں گے کہ اب دنیا بھر میں اس طرح کے شاہی خاندان اور حکومت کی جانب سے اس پر اس قدر بے جا مصارف محض بوجھ سمجھے جاتے ہیں اور مزید اب دنیا میں عوام اس سلسلے کو برداشت نہیں کرتے اس لیے اب شہزادہ چاہتا ہے کہ قناعت کا تاثر دے اور اپنے خاندان کا ختم ہوتا ہوا اعتماد بحال کرے اس لیے وہ جنگی میدان میں بھی اپنی نمائش کروانا چاہتا ہے، ہمارے لیے یہ محض ایک نمائشی حرکت ہے اس کا کوئی مثبت اور نتیجہ خیز انجام نظر نہیں آرہا۔

دوسری طرف انہوں نے ہلمند کو اس لیے پسند کیا کہ برطانوی فوج آج کل ہلمند میں زیادہ رہتے ہیں اور وہاں ان کا ان کے زعم کے مطابق نسبتاً محفوظ اور بڑا اڈہ بھی ہے اس لیے شہزادے کے لیے سیکیورٹی خدشات کے پیش نظر ہلمند ہی مناسب مقام قرار دے دیا گیا۔ دوسری جانب طالبان نے اپنی قوت مختلف محاذوں پر دشمن کو دکھادی ہے۔ اب بھی اگر دشمن کو ہماری طاقت تسلیم نہیں تو یہ اس کی اپنی نا سمجھی ہے۔ ہم نے اپنی صلاحیتوں کے متعلق دشمن کو بہت سے پیغامات دیے ہیں خصوصاً برطانیہ کو تو ہم نے گذشتہ ڈیڑھ سو سالوں سے اپنی

طاقت دکھائی ہے۔ میرے خیال میں یہی کافی ہوگا۔ اور شہزادہ تو کوئی خاص فوجی حیثیت اور اہمیت بھی نہیں رکھتا۔

چوتھا سوال : ایسے حالات میں کہ امریکہ سمیت ناٹو کے سارے رکن ممالک افغانستان سے نکلنے کے لیے راستے کی تلاش میں ہیں، ایسے حالات میں شہزادے کی آمد اپنے ساتھ کیا پیغام لائی ہے؟

جواب : اس شہزادے کی آمد کا مقصد اپنے عوام کو اطمینان اور یہاں موجود فوجیوں کو ذرا دلاسہ دلانا ہے تاکہ جہاں تک ممکن ہو فرار کی مقررہ تاریخ تک قیام کو طول دے سکیں۔ برطانیہ جس نے اپنے ہزاروں فوجیوں کی یہاں موجودگی سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں کیا اب ایک شہزادے سے وہ کیا کرلے گا۔

پانچواں سوال : کیا خیال ہے؟ یہ شہزادہ برطانوی فوجیوں کے مرکز سے باہر نکل کر طالبان کے خلاف حملوں میں حصہ لے گا یا اس کی یہ آمد محض نمائشی ہوگی؟

جواب : نہیں، ہم پورے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ شہزادے کو برطانوی فوجی اڈے سے ایک قدم باہر رکھنے کی اجازت بھی نہیں ملے گی۔ بلکہ جس طرح ہم نے پہلے کہہ دیا کہ شہزادے کی آمد صرف ایک نمائشی حرکت ہے۔ ہوسکتا ہے اپنے ٹی وی سکرینوں پر دکھانے کے لیے اڈے کے اندر یا کسی اور محفوظ مقام پر کچھ مصنوعی حرکتیں کرلے

چھٹا سوال : آپ لوگ انگلستان اور خاص کر اس شہزدے اور اس کے خاندان کے لیے کیا پیغام رکھتے ہیں؟

جواب: ہمارا پیغام برطانیہ کے عوام کے لئے یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو جلد از جلد ہمارے ملک سے نکل جائیں، ہمارا ملک، ہماری سرزمین چھوڑ دیں تاکہ افغان عوام اپنے عقائد اور ملکی مفادات کی روشنی میں اپنے ملک کی تعمیر وترقی اور اس کے لیے مستقل نظام کی تشکیل میں حصہ لے سکیں۔ ہم کبھی ان کے پیچھے ان پر حملہ کرنے کے لیے ان کے ممالک میں نہیں گئے بلکہ ہمیشہ ہم پر جنگ مسلط کی گئی اور ہمیں اپنے دفاع کے لیے لڑنے پر مجبور کیا گیا جس کے آخر میں ان کا انجام برا ہی رہا۔ اس لیے اگر برطانوی عوام چاہتے ہیں کہ اس بے معنی وبے فائدہ جنگ سے نکل جائیں اور یہ بھاری بھرکم بوجھ اپنی پیٹھ سے اتار دیں تو شہزادوں کو یہاں بھیجنے کی بجائے اپنے ہارے ہوئے فوجیوں کو اپنے ملک اور اپنے گھروں کو بلالیں۔ وہ مصارف جنہیں وہ شہزادے کی آمد پر خرچ کررہے ہیں وہ ان بیچارے فوجیوں پر خرچ کردیں۔

ساتواں سوال : اگر آپ لوگوں کو شہزادے کا طیارہ معلوم ہوجائے جس میں وہ پرواز کررہا ہو تو کیا آپ لوگوں کے پاس جدید اسلحہ ہے جس سے آپ اس کو نشانہ بنا کر گرائیں؟

جواب : جنگی رازوں کی بنیاد پر میں اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

سوال : شہزادے کی آمد سے طالبان کے حوصلوں پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب : ہم نے ان شہزادوں کے آباواجداد سے بھی ٹکر لی تھی، انہیں بھی شکست سے دوچار کیا تھا اور اب برطانیہ کے بشمول 49 ممالک سے بھی پنجہ آزمائی کررہے ہیں جو مختلف اسلحوں اور ٹیکنالوجی سے پوری طرح مسلح ہیں ان سب کی موجودگی سے ہمارے حوصلوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو ایک بے چارہ شہزادہ کیا کرلے گا۔ اس سے ہمارے حوصلے پر کیا اثر پڑے گا؟

آخر میں اگر کچھ اور بھی کہنا چاہیں تو بھی لکھ دیں؟

شکریہ، کہنے کو اب مزید کچھ نہیں بچا اس حوالے سے ساری ضروری باتیں آپ سے کہہ دی ہیں۔ ذبیح اللہ مجاہد

✡ ✡ ✡

بقیہ از: مغرب اب کھل کر سامنے آئے

اس سیاہ ٹاٹ پر کونسا مخمل چڑھائیں گے اور اس جرم کے لیے کونسا بہانہ تراشیں گے؟ مغرب نے جس انسانیت دوستی، مذہبی رواداری، خواتین کے حقوق اور اس قسم کے دیگر حسین نعروں کا پروپیگنڈا کیا تھا اس کا طلسم اب ٹوٹ چکا ہے۔ یہ پندار اب سلامت نہیں رہا اب دنیا اسلام اور مغرب کے دو نمایاں حصوں میں بٹ گئی ہے۔ مغرب اب کھل کر سامنے آئے، منافقت، جھوٹ اور پروپیگنڈے کے زور پر تسلط قائم کرنے کے دن اب گذر چکے ہیں۔ اب انسانیت دوستی کے یہ سارے نعرے کھوکھلے ہوچکے ہیں جس کی بنیاد پر مغرب کا رعب ودبدبہ قائم ہے۔

لکی دجّالی سرکس

محمد فرہاد جانباز

ہمارے دوست عبداللہ غازی صاحب نے فون پر اطلاع دی: ''آج میرے ایک پُرانے دوست ملنے آئے ہوئے ہیں۔وہ طالبان مخالف میڈیاوار کے سخت حملوں سے ''شدید زخمی'' ہیں۔اسی لیے وہ طالبان کی پالیسیوں سے بھی انتہا کی حد تک نالاں نظر آتے ہیں۔اس لیے آپ آئیں۔ میں آپ کی ان سے ملاقات کروانا چاہتا ہوں۔''

یہ کوئی سہ پہر ساڑھے چار بجے کا عمل ہوگا۔میں چل پڑا اور سوا پانچ بجے نمازِ عصر تک غازی صاحب کے ہاں حاضر ہوگیا۔غازی صاحب باذوق انسان ہیں۔سلام کا جواب دینے کے بعد گنگناتے ہوئے کہنے لگے۔

پھول ہنس دیے چمن مسکرائے　　　بہت شکریہ کہ آپ تشریف لائے

بہ ہر حال! نماز کے بعد ٹھنڈے گرم لوازمات سے تواضع فرما کر اپنے دوست کا تعارف کرایا: ''فرہاد بھائی! یہ میرے پرانے دوست اور واقف کار پروفیسر عدنان سرشاری صاحب ہیں۔شہر کے ایک معروف کالج میں بہترین استاد ہیں۔کوئی چھ سال قبل میرے اور ان کے درمیان یارانہ پیدا ہوا تھا۔آج یہ ملنے آئے تھے۔یادوں کے دریچوں سے جھانکتے جھانکتے سخن بے مہار کا رخ طالبان کی طرف گھوم گیا۔میرے ان دوست کو طالبان کے حوالے سے چند اعتراضات ہیں۔میں نے تو کافی تدبیریں کر ڈالیں کہ مسئلہ حل ہوجائے،لیکن وہ ساری اُلٹی جارہی تھیں۔شاید میری دوا کی تاثیر الٹا اثر کررہی تھی۔ کہ میں جوں جوں دوا کرتا گیا توں توں مرض بھی بڑھتا گیا۔اس لیے میں نے سوچا،دوا کے بجائے مسیحا ہی تبدیل کردیا جائے توامید ہے شفایابی ہمارے دوست کے دامنِ دل ودماغ میں جلوہ گر ہوجائے۔'' چند تمہیدی کلمات کو مجلس کا حصہ بناتے ہوئے دریافت کرنے پر سرشاری صاحب گویا ہوئے:

''جناب! بات صرف اتنی سی ہے طالبان چاہے آسمان سے اترے ہوں یا زمین سے نکلے ہوں،ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ہمیں جس ڈر،خوف اور دہشت نے گھیرے میں لے رکھا ہے وہ ان کی ''ڈنڈا بردار شریعت'' ہے۔ہم ہی کیا۔پوری عالمی برادری اس کے تسلط سے سہمی جاتی ہے۔اس میں حقوقِ نسواں کی کوئی پاس داری نہیں ہے۔صنفِ نازک کی آزادی اور تشدد،تعصب اور مار دھاڑ سے حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔اس وسعت اور پھیلاؤ والی جدید دنیا میں بھی تنگ نظری،قدیم خیالات اور پارینہ افکار سمیت پتھر کے دور والی گھسی پٹی اور ناقابل،قبول آراء وسوچیں ہی گلے کا ہار بنا کر جدید دُنیا کا ساتھ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس طرح تو نیوٹیکنالوجی کے اس سرپٹ دوڑتے دور کی گرد کو بھی نہیں پایا جاسکتا۔زمانہ قیامت کی چال چل کر آسمان کی وسعتوں میں گھوم رہا ہے اور آپ ابھی تک قدامت کے سامنے پیشانی جھکائے ہونے کی وجہ سے کُرہ ارض کے اُفق کو ہی نہیں دیکھ پائے۔''

سرشاری صاحب اپنے تئیں غیر جانب داری اور نرم دم گفتگو سے شروع ہوئے،لیکن گرما گرم گفتار پر آ رُکے۔اب ان کی تیز نگاہیں میرے سراپے کا جائزہ لے رہی تھی۔اور وہ خود جوابِ آں غزل کے طلب گار ہوکر ہمہ تن گوش بنے میری جُنبشِ لب کے منتظر تھے۔

میں نے کہا: ''عدنان سرشاری صاحب! آپ کے شکوہ جات کی اس فہرست میں شامل سوالات اور الجھنیں کوئی نئی بات نہیں ہیں۔یہ تو جب سے مسلمانوں میں ذہنی پس ماندگی نے جنم لیا ہے اور جب سے مغرب کے تیار کردہ مستشرقین کے پروپیگنڈوں نے مشرق کا رخ کیا ہے،یہ پیچیدہ صورتِ حال تب سے فضائے اسلام کو آلودہ اور اہل اسلام کو بدنام کرنے کی کوششِ لاحاصل میں مگن ہے۔میں کوشش کرتا ہوں آپ کے سوالات کا مختصر جواب دیتے ہوئے سفینۂ سُخن کو ساحل آشنا کردیں۔

جی ہاں! سب سے پہلے تو آپ اس زمینی حقیقت پر مطلع ہولیں کہ ان سوالات کا حقیقی دُنیا سے ذرّہ برابر تعلق

نہیں ہے۔ دوسرے ”ڈنڈا بردار شریعت، حقوقِ نسواں، تنگ نظری، قدامت پرستی، پتھر کا دور اور عالمی برادری“ سمیت بہت سی ایسی نام نہاد اصطلاحات ہیں، جن کی جنم بھومی مغرب ہے یا مغرب کے پروردگان۔ اور پرورش گاہ مشرق کے مُستغربین کے دماغ! آپ کے تمام سوالات کا مرکز ومحور ڈنڈا بردار شریعت رہی ہے۔ اصل سوال یہی ہے، باقی حقوقِ نسواں وغیرہ اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ نے جس ڈر اور دہشت کی بات کی ہے، یہ خوف آپ کو یا عام مسلمانانِ عالم کو ہرگز لاحق نہیں ہیں۔ بلکہ یہ خوف تو درحقیقت اس عالمی برادری کو دیمک کی طرح چاٹے جارہا ہے، جس کا ذکر آپ نے لاشعوری طور پر بہ اندازِ ہمدردی کیا ہے۔ ”عالمی برادری“ کی اصطلاح مغرب کی اور خاص کر قومِ یہود کی وضع کردہ ہے۔ اور اس سے مراد بھی یہودی اور اسلام دشمن قوتیں ہی ہوتی ہیں یا ان کے مفادات.....

بہ ہرکیف! آپ کی مرکزی مشکل کو بعد میں حل کریں گے، پہلے ضمنی اُلجھن سُلجھا لیتے ہیں۔ آپ نے حقوق نسواں، صنفِ نازک کی آزادی اور مار دھاڑ سے حفاظت سے متعلق بات کی ہے۔ یعنی بقول آپ کے ڈنڈا بردار شریعت میں اس حوالے سے کوئی اقدار، کوئی قانون اور کوئی لحاظ نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے میں اپنی طرف سے کچھ وضاحت اور صفائی دینے کے بجائے اسی عالمی برادری کے معاشرے کی دو خواتین کے حالات، تجزیے اور گواہیاں آپ کے رُو بہ رو پیش کردوں۔ کہیے غازی صاحب! کیا یہ طریقہ مفید نہیں ہوگا؟“ میں نے غازی صاحب کا تعاون چاہا تو وہ سرشاری صاحب کی طرف سے اظہارِ رضامندی کے آثار دیکھ کر بولے:

”جی بہت بہتر اور مفید تر ہے۔ اس طرح بات مختصر بھی ہوگی اور پُراثر بھی۔“ میں نے کہنا شروع کیا:

”آپ کو یاد ہوگا: جب امریکا کے غرور کی نشانی ورلڈ ٹریڈ سینٹر خلا کی آزاد فضاؤں سے ترکِ تعلق اختیار کرکے سطحِ ارض سے بوس و کنار ہونے دھڑام سے نیچے آگرا تھا، تب برطانوی اخبار ”سنڈے ایکسپریس“ کی ایک صحافی اس کہانی کے رازوں کی چھان پھٹک کرنے پاکستان سے ہوتے ہوئے غیرقانونی طور پر افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوئی تھی۔ اس وقت افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت اپنے قیام کے قریباً 7 برس پورے کرچکی تھی۔ امریکا، یورپ اور اسلام مخالفوں کو طالبان کا یہ فطری عمل ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔ وہ اسے نابود کردینے کے جتن کرنے لگے۔ آج جب کہ میڈیا وار، طاقت ور اور مسلم ہے، لہٰذا انہوں نے بھی اس ہتھیار سے خوب کام لیا۔ طالبان اور طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا۔ مثلاً: یہ اجڈ، گنوار اور جدید دُنیا کے تقاضوں سے بے بہرہ ہیں۔ سب سے بڑھ کر عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کرتے۔ انہیں گھر کی تنگ چاردیواری میں قید اور بُرقعے کی تاریکی میں بند رکھتے ہیں۔ سنگ سار کرنا ان کی علامت ہے۔ مار دھاڑ ان کی فطرت ہے اور حقوق کا غصب ان کی روایت ہے۔ یہ اور اس طرح کی اَور مغربی دہائیاں تھیں جن کی بازگشت پوری دنیا میں سنائی دے رہی تھیں۔ اور مغرب کی طرف سے ایسی بہت سی تصویریں اور نام نہاد دستاویزی فلمیں تھیں، جو سب کی سب ”ایک آنکھ“ دکھائی جارہی تھیں۔ اسی لیے حقیقت سے نابلد لوگوں کی طرح ایون ریڈلی بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس نے چند دن ان چیزوں کا اپنی ”دو آنکھوں“ کے ذریعے مشاہدہ کیا اور واپسی کی راہ ناپنا شروع کی، لیکن ایک غلطی کی وجہ سے پکڑی گئی اور یوں طالبان کے ہاتھوں قید ہوکر پسِ دیوارِ زنداں چلی گئی۔ قید میں 10 دن تفتیش کے مراحل طے کرنے کے بعد طالبان کی اسلامی حکومت نے اُسے باعزت رہائی دے دی۔ جب وہ افغانستان کا بارڈر کراس کرکے پاکستان میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے جو سوال اس سے کیا گیا، وہ تھا: ”دورانِ قید طالبان نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟“ سرشاری صاحب! قید، قید ہی ہوتی ہے، اگرچہ خالہ جی کے گھر میں ہی ہو۔ ریڈلی ایسے tv کیمروں کے سامنے تھی، جن میں سے اکثر ”یک چشم“ تھے۔ وہاں اکثر صحافیوں کے ایسے قلم بھی اس کا تاریخی جواب لکھنے کے لیے کاغذ کے سینے پر چلنے کو بے تاب تھے، جو ”ایک آنکھ“ سے کھینچی ہوئی تصویر کا کیپشن ایک رُخ سے لکھتے ہیں۔ ریڈلی نے عالمی برادری کی توقع کے برخلاف حیرت انگیز جواب دیا:

”میرے ساتھ بے حد خوش خلقی اور احترام کا سلوک ہوا ہے۔ آپ یہ سوچیے وہ کون سی چیز تھی جس نے اُس ریڈلی کو جو قید میں طالبان اہل

کاروں کو دھمکیاں دیتے نہ تھکتی تھی میں رہا ہو کر یہ کردوں گی وہ کردوں گی...... 'ایسا خلافِ توقع جواب دینے پر اُبھار رہی تھی؟'' یہ ایک حقیقت تھی، طالبان مجھ سے اپنی شہرت کے برعکس نہایت اخلاق اور احترام سے پیش آئے۔ انہوں نے مجھ سے بے حد شرافت اور وضع داری کا سلوک کیا۔'' آپ اس پر بھی ضرور غور کیجیے گا کہ کس نے ریڈلی کو اسلام کا کلمہ پڑھ کر 'مریم' بننے پر مجبور کیا؟

اب آپ ہی بتائیں! کہاں گئی طالبان کی مار دھاڑ؟ کہاں ہے ان کا ظلم وستم؟ کہاں ہے ان کی طرف سے حقوقِ نسواں کی پامالی؟ اور کہاں رہ گئی وہ ڈنڈا بردار شریعت، بقول آپ کے جس کے بل بوتے وہ اپنے معاشرے پر اپنی سطوت کا کوڑا برساتے ہیں؟؟ اگر آپ طالبان بارے ریڈلی کے نیک احساسات اور دل نشین جذبات سے واقف ہونا اور سب سے بڑھ کر ان کی طرف منسوب کیے جانے والے ناروا اور نامناسب پروپیگنڈے کی حقیقت سے آشنا ہونا چاہتے ہیں، تو مریم کی کتاب'' طالبان کی قید میں'' ملاحظہ فرمالیں۔

دوسری خاتون اور گواہ ہالی وڈ کی مشہور ایکٹرس ''جیمی'' ہے۔ یہ عورت بھی مغربی میڈیا کے سحر میں جکڑی گئی تھی۔ لیکن اس کا ضمیر زندہ تھا۔ اسی لیے جیمی نے ''لکی عالمی دجالی سرکس'' میں دکھائے گئے چند مخصوص مناظر اور منتخب خبروں کو حرفِ آخر ماننے سے انکار کر کے خود تحقیق شروع کی اور حقیقتِ حال کی تصویر اپنی آنکھوں سے دیکھنے میں جُت گئی۔ اسلام ایک فطری دین ہے۔ اور طالبان اسی فطرت کی پاس داری اور اس کے نفاذ کے لیے کوشاں ہیں۔ اور فطرتِ سلیمہ زندہ ضمیر کے دروازے کھٹکھٹاتی اور بیدار اور روگ سے پاک دلوں میں گھر کر کے رہتی ہے۔ چوں کہ جیمی جوہرِ قابل اور متلاشیِ فطرت تھی، اسی لیے مائل بہ کرم اللہ نے اس کو کئی شانیں دیتے ہوئے 'اسلام' کی صورت میں دُنیا بھی نئی دے دی۔ اور یوں وہ ''لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ کر مسلمانوں کی صف میں آ کھڑی ہوئی۔ اب مریم اور جیمی دونوں اس گھر کی چار دیواری میں رہنا پسند کرتی ہیں، جس کو اسلام نے عورت کی سلطنت کا نام

> مغرب کے ان اعتراضات سے متأثر ہونے کی اصل وجہ اپنے دین، اسلام کا مطالعہ نہ کرنا اور حقائق سے لاعلمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عدمِ معلومات، مغربی طرزِ معاشرت سے مرعوبیت اور دجالی میڈیا کی ہر بات کو حرفِ آخر جان کر اسلامی نظریہ حیات سے مطمئن نہ ہونا۔ اور یہ ایک کلمہ گو مسلمان کے لیے ایسا المیہ اور سانحہ ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا اور نوحہ کناں رہا جائے، کم ہے۔

دیا ہے اور مغرب نے قید و بند کی صعوبت گاہ کا۔ دونوں اپنے پورے نسوانی جسم سمیت چہرے کو بھی اس پردے سے ڈھانپتی ہیں، جس کو اسلام نے صنفِ نازک کے گوہرِ عصمت کی حفاظت کا ''فتنہ پرور نظر پروف'' ذریعہ بتایا ہے اور یورپ نے تنگ نظری اور سیاہ برقعے کی بھیانک تاریکی سے تعبیر کیا ہے۔ ویسے سرشاری صاحب! بُرا نہ مانیے گا۔ آپ کے الفاظ میں کہتا ہوں، جیمی تو پردے کے حوالے سے اتنی 'تنگ نظر' ہو چکی ہے، اب اس کا کہنا ہے: ''میرے پردے نے مجھے آوارہ گرد کی نگاہِ ہوس کی چبھن سے خوب بچایا ہے۔ اور عزت کے لٹیروں کی ڈاکہ زنی سے حفاظت دی ہے۔ اس لیے اب میں پردے میں بہت سکون محسوس کرتی ہوں۔'' اور مریم کی 'انتہا پسندی اور قدامت پرستی' بھی دیکھیں! اس کا کہنا تھا: ''برطانیہ میں سابق سیکرٹری خارجہ 'جیک اسٹرا' پردے بارے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں ایک عورت ہونے کے ناطے کسی انگریز اور بڈھے (جیک اسٹرا) کو یہ اختیار نہیں دے سکتی کہ وہ مجھے سمجھاتا پھرے میں کیا پہنوں اور کیا اڑھوں؟ میں ان کو خبردار کر دینا چاہتی ہوں وہ میرے کپڑوں کی الماری سے تو کیا، سطحِ ارض پر بسنے والی ہر بیٹی کے کپڑوں کی الماری سے دور رہیں۔''

یہ تو ہوئی حقوقِ نسواں، تنگ نظری اور قدامت پسندی جیسے نعروں کی حقیقت۔ آپ ضمناً یہاں مغربی معاشرے کی ناگفتہ بہ صورتِ حال کو مدِنظر رکھ کر یہ بھی سن لیں، مغرب ان جیسے جو نعرے لگاتا پھرتا ہے، اس سے اصل مقصد عورت کا غلط اور غیر فطری استعمال کرنا چاہتا ہے۔ وہ عورت کو اسلام کے پاکیزہ خاندانی نظام کے مطابق چراغِ خانہ بنتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اس کو شمعِ انجمن اور رونقِ خلوت بنا کر فراشِ لذّت آور کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے اس گھناؤنے جرم اور ننگی ہوس کو تسکین کا جامہ پہنانے کے لئے خوش کن چکنے الفاظ کے گورکھ دھندے کو بروئے کار لاتا ہے۔ اگر ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی، لہٰذا خود ہی ان اداؤں پر غور فرمائیے۔ ایسا کون

سا آدمی ہوگا، جو اس قبیح اور غیرت کے روئے تاب دار پر چھاپ دار طمانچے کی حیثیت رکھنے والے عذاب کش جرم کی حمایت کرتا ہوگا؟ اسلام کے جیالوں طالبان کی بات رہنے دیں، یہ ہی بتا دیں اسلام سے ہٹ کر ہی کیا ان کا غیور معاشرہ اس ننگے کام کی اجازت دیتا ہے؟ وہ تو اپنے علاقائی طرزِ معاشرت کی بنا پر عورتوں کو بے پردہ رہنے سے منع کرتے ہیں، اور یہ تو پھر ایک شرعی حکم ہے۔ پھر آپ یہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے! آج پوری دنیا میں افغانیوں کی غیرتِ دینی مسلم الثبوت ہے۔ تو وہ اپنی دین داری کی وجہ سے اسلام کے اس بے پناہ اسرار و رموز اور بے شمار فوائد و منافع سے لبریز حکم الٰہی کی فرماں برداری کیوں نہیں کریں گے؟ لیکن ہمارے کم فہم مسلمان بھائی مغرب کے ان مذموم نعروں کے ظاہری حسن پر بہک جاتے ہیں۔ اور طالبان کی وحیِ الٰہی کے تابع رہ کر سوچ وفکر کے دریچے وا کرنے والی قابلِ رشک عقل وخرد کو لائقِ مذمّت جنون کا نام دے کر ان کی مخالفت میں کمر کس لیتے ہیں۔ بولیے غازی صاحب! کیا ایسا ہی نہیں ہے؟'' ''بالکل جی بالکل'' غازی صاحب نے جھٹ جواب دیا۔ پروفیسر عدنان سرشاری صاحب سے پوچھنے پر جواب ملا: ''کچھ کچھ تو سمجھ میں آرہا ہے'' میں نے کہا: ''آپ سمجھنے کی سچی طلب برقرار رکھیے، باقی بھی سمجھ آکر آپ کی سوچ وفکر کو خوشبودار بنا دے گا۔

آیئے! اب ڈنڈا بردار شریعت کے حوالے سے آپ کی مرکزی مشکل حل کرنے کے لیے گفتگو کا اگلا موڑ مڑتے ہیں۔''

چونکہ یہ اصطلاح بھی 'عالمی برادری' ہی کی وضع کردہ ہے، اس لیے اس سے بھی آشنائی پیدا کرنا ضروری ہے۔ ڈنڈا بردار شریعت سے عالمی برادری اور اس کے متوالوں کی مراد دین اسلام کے ''حصہ حدود وقصاص اور تعزیرات'' ہوتی ہیں۔ یاد رکھیے! حدود وقصاص دین اسلام کا ایک ایسا درخشاں باب ہے، جو معاشرے میں قتل وقتال، دنگا فساد، غارت گری اور چوری وڈاکہ زنی کے خاتمے، امن وامان کی بحالی اور عزت وناموس کی حفاظت کی بنیادی کلید ہے۔ اسلام کے قرنِ اوّل اور طالبان کے مثالی دور کے مشرقی ذرائع سے دکھائی جانے والی حقیقی تصویر آپ نے دیکھی یا صرف تاریخِ اسلام پر مشتمل کتب ہی کا مطالعہ کیا ہو تو آپ اس حقیقت سے روگردانی نہیں کر پائیں گے کہ حدود وقصاص ایک ایسا ''پیر'' ہے جس کے ''ڈنڈے کے مرید'' ہر معاشرے میں پائے جاتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت اسلام کو سزائیں دینے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ ان عناصر کی شیطنت کو اسی کے ذریعے قابو کیا جا سکتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ اس کے فوائد کا ادنی سا مظاہرہ حجازِ مقدس میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن!! یہاں یہ بات چمکتے چاند اور دمکتے تاروں کی طرح واضح رہنی چاہیے کہ حدود وقصاص اسلام کا سرورق، ٹائٹل اور چہرہ نہیں ہیں۔ یہ اسلام کا ایک چھوٹا سا حصہ اور جز تو ہیں، لیکن مکمل طور پر اسلام یا اسلام کا اجمالی تعارف ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ ارے سرشاری صاحب! اسلام تو ایک بہت بڑا دین ہے۔ اس کا تو ایک بہت وسیع اور غیر محدود مفہوم ہے۔ کیا قیامِ امن کے حوالے سے اسلام کے اقدامات کو پسِ پشت ڈالا جا سکتا ہے؟ کیا اللہ کی مخلوق کو رشتہ ازدواج کے بندھن میں باندھ کر ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے کے حوالے سے اسلام کے خصوصی اقدامات کو فراموش کیا جا سکتا ہے؟ نظامِ حکومت، نظامِ تعلیم، نظامِ کاروبار، نظامِ بحر وبرّ وغیرہ، اسلام کے ایسے کتنے ہی سسٹمز ہیں، جن پر بات کی جا سکتی ہے۔

''لیکن جناب! میرا سوال طالبان کے حوالے سے تھا، ان کا تو کوئی ذکر نہیں آرہا؟'' سرشاری صاحب نے گویا متنبہ کیا۔

میں اسی طرف آرہا ہوں۔ ہاں تو سوا 1400ھ برس بیت گئے ہیں، اسلام سے بڑھ کر کوئی دین یا مذہب ایسا بھرپور، لاجواب اور بے مثال دستورِ حیات اور نظامِ زندگی نہیں پیش کر سکا۔ اب مغرب نے یہ چالاکی کی کہ اسلام کی تمام خوبیوں کو پسِ پردہ چھپا کر صرف اور صرف اس کے حصہ حدود وقصاص کو سامنے لا کر اس کو اسلام کا چہرہ اور سرورق باور کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس نے لوگوں کے سامنے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق دین مبین کو ایک ماردھاڑ، تنگ اور بوسیدہ نظریات کا حامل دین بنا کر پیش کیا ہے، تاکہ لوگ اس سے متنفر ہو جائیں۔ مغرب نے ایسی جانب دارانہ اور انسانیت وشرافت سے گری ہوئی انتہائی گھٹیا حرکت صرف اس لیے کی کہ وہ اسلام کے عادلانہ مزاج، منصفانہ طبیعت اور دیانت دارانہ خُو سے اپنی بدفطرتی کی وجہ سے ڈرتا ہے۔ اور ایسا صرف اس لیے ہے کہ وہ بہ خوبی جانتے ہیں اسلام کا سیاسی ومعاشی نظام سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت پر ایسی فوقیت

رکھتا ہے دنیا کا دوسرا کوئی نظام اس کا مقابلہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اسلام چند لوگوں کے مذموم مفادات پر مبنی اور ظلماً امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بنانے والے ان دونوں غیر فطری نظاموں کے مقابلے میں مکمل طور پر فطری، آزمودہ، انسان دوست اور امن پرور ہے۔ چناں چہ آپ دیکھ سکتے ہیں، روس سے جہاد کے آخری مراحل میں ایک دوسرے کو فنا کے گھاٹ اُتارنے والے ازلی دشمن امریکا اور روس صرف اس لیے دوستانے کے آشیانے میں بیٹھے کہ اب مجاہدین کی کوششوں کی بدولت افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو تھا۔

اور یہ دونوں اسلام کو اپنا حریف تصور کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کو احساس تھا اسلام کا طبعی نظریہ دستورِ حیات ہی اشترکیت اور سرمایہ داریت کے من گھڑت ، مصنوعی اور زہریلے نظریہ نظامِ زندگی کا توڑ اور تریاق ہوسکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے فرسودہ سپنوں کو چکنا چور ہونے سے بچانے کے لیے اسلام کے وسیع مفہوم کو کنارے پڑا لا اور اس کے ایک جزو حدود و قصاص کو اسلام کا تعارف بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور ''ڈنڈا بردار شریعت'' کی گھناؤنی اصطلاح وضع کر کے دنیا کو اسلام سے خوف زدہ کرنا شروع کر دیا۔ حالاں کہ اسلام کا مطالعہ رکھنے والا ہر باشعور، عقل منداور سمجھ بوجھ سے مالا مال شخص یہ بات تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسلام کا اصل اجمالی تعارف، اس کا لوگو اور ماٹو ''عبادت خدا کی، اطاعت رسولِ خدا کی اور خدمت خلقِ خدا کی'' ہے۔

اور طالبان کا معاملہ یہ ہے وہ اسی اسلام کے متوالے، اس کے نفاذ اور خلافت الٰہیہ کے قیام میں مگن ہیں۔ اسی لیے ساری زَد انہی بے قصوروں پر آ کر پڑتی ہے۔ دراصل یہ تمام بے جا اعتراضات اسلام پر کیے جاتے ہیں، لیکن طالبان اسی اسلام کے جیالے اور اسی کو تمام دنیا کے لیے دستورِ حیات جان کر اس کے نفاذ میں جُتے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ غیر حقیقی اعتراضات اُگلنے والی تمام توپوں کا رخ ان کی طرف ہو جاتا ہے۔ اگر وحیِ الٰہی کی کرنوں سے منور عقل و دانش کے سہارے غور و فکر کی گہرائی میں جایا جائے تو یہ بات پلے پڑتی ہے درحقیقت یہ اعترضات طالبان پر تو کجا، اسلام پر بھی نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ تو چند مفاد پرست، ابن الوقت اور لٹیروں کے خدشات ہیں، جن کو وہ ایک بہت بڑا اعتراضی گولہ بنا کر میڈیائی ٹینکوں کے دھانوں سے اسلام اور اہل اسلام پر داغتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً اس پروپیگنڈے سے ہماری مسلم برادری کتنی متاثر ہے؟ اس کی مثال میں آپ ہی سے دے دیتا ہوں۔ آپ جب آغاز میں اپنے اعتراضات پیش کرنے لگے تھے تو شروع میں غیر جانب دارانہ انداز میں بات کر رہے تھے۔ لیکن بعد میں مغرب کی پیدا کردہ تُرشی اُبلنے لگی تو آپ کی بات سراسر جانب دارانہ موڈ میں ہونے لگی تھی۔ مغرب کے ان اعتراضات سے متاثر ہونے کی اصل وجہ اپنے دین، اسلام کا مطالعہ نہ کرنا اور حقائق سے لاعلمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عدمِ معلومات، مغربی طرزِ معاشرت سے مرعوبیت اور دجالی میڈیا کی ہر بات کو حرفِ آخر جان کر اسلامی نظریہ حیات سے مطمئن نہ ہونا۔ اور یہ ایک کلمہ گو مسلمان کے لیے ایسا المیہ اور سانحہ ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا اور نوحہ کناں رہا جائے، کم ہے۔ بہ ہر حال اللہ تعالی سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین''

عبداللہ غازی صاحب 'ثــمّ آمیــن' کہہ کر فرمانے لگے: ''جی فرہاد بھائی! بالکل ایسا ہی ہے۔ لیکن افسوس تو اس بات پر ہے کہ مغرب کے اس زہر قاتل کو ہمارے مسلمان بھائی شہد اور قند سمجھ کر پینے، بلکہ پلانے بیٹھ جاتے ہیں۔ جس سے ایسے ایسے المیے جنم لیتے ہیں کہ خدا کی پناہ! ویسے ہمارے دوست عدنان سرشاری صاحب کے چہرے پر اُٹھتے بیٹھتے احساسات وجذبات سے معلوم پڑتا ہے، یہ بھی اب مطمئن ہو کر اور تعلق جوڑ کر 'طالبان' بننے والے ہیں۔''

''او ہوناں بھیا! ایسا بھی کیا غضب ڈھاتے ہو۔ میں اتنی جلدی طالبان نہیں بن سکتا۔'' عدنان سرشاری صاحب پھڑک کر بولے۔

''ارے کیوں ابھی تک ڈر ختم نہیں ہوا؟'' غازی صاحب نے قہقہہ اُڑایا۔

سرشاری صاحب جواباً گویا ہوئے: ''وہ بات نہیں خیر، البتہ اتنا کرتا ہوں اب چوں کہ حقیقت جان گیا ہوں اس لیے اپنے خیالات بدل کر ''نیم طالبان'' ضرور بن جاتا ہوں۔''........

بقیہ صفحہ نمبر 25 پر ملاحظہ فرمالیں۔

حقیر ایجنٹوں کی بد کرداریاں

مصطفیٰ حامد

افغانستان میں امریکی شکست جنگ عظیم دوم کے بعد وقوع پذیر ہونے والا ایک بڑا واقعہ ہی نہیں یہ اس جنگ کا بھی خاتمہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک سوشلزم جس کی قیادت سویت یونین کے پاس تھی اور دوسرا سرمایہ دارانہ نظام جس کی قیادت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے پاس رہی اور ان دونوں قوتوں نے اپنے موت کے پروانے پر افغانستان کے باسیوں اور اس کی مضبوط جہادی تحریکوں سے خود دستخط کروائے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ اقوام متحدہ بھی دنیا بھر میں اپنا احترام کھوتا جا رہا ہے جو دوسری جنگ عظیم کی تباہی کے نتیجہ میں قیام عمل میں لائی گئی تھی تا کہ دنیا میں طاقت کے توازن کو برقرار رکھا جاسکے، بڑی طاقتوں کو مجبور کریں کہ وہ ان قوانین اور معاہدات کی پابندی کریں اور جو ممالک جنگ کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں یا امن عالم میں نقص پیدا کر رہے ہیں ان کو ڈرا دھمکا کر قابو کیا جاسکے اس پر بھی باز نہ آئے تو ان کے خلاف لشکر کشی کر کے حق دار کو اس کا حق دلایا جاسکے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ تنظیم بھی اب مکمل طور پر امریکا کی سیاسی اور عسکری پالیسیوں توثیق کی مہر ثبت کرنے والا ایک ربر سٹمپ بن چکا ہے اور اس کی گرفت سے صرف طاقتور یا امریکہ کی ہاں میں ہاں ملانے والے ممالک ہی محفوظ رہ سکتے ہیں۔

امریکا کی افغانستان میں شکست یقینی نظر آ رہی ہے، اس کے اتحادی نیٹو ممالک فرار کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ امریکا دھمکیوں کے ذریعہ سے انہیں اس فرار سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ دھمکیاں بعض ممالک کی حد تک کارگر ہیں اس لئے کہ ان ممالک کے اقتصادی معاملات پیچیدہ ہو چکے ہیں اور خودکشی کی حد تک پہنچ چکے ہیں جس کا سبب بھی امریکا ہی ہے جو ان کا سرپرست اعلیٰ اور حلیف ہے۔

افغانستان میں غاصب افواج کے ایجنٹ اپنی حالیہ زندگی کو غنیمت کا لمحہ تصور کر رہے ہیں اور وہ اس بہتی گنگا میں خوب اشنان کر رہے ہیں کیوں کہ ان کو معلوم ہے کہ ان کے ان مفادات کے دن بہت چھوٹے ہیں۔ ان ایجنٹوں کے زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کے اس حرص سے امریکہ نے خوب فائدہ اٹھایا اور کابل میں اقوام متحدہ کی عمارتوں کے قریب ایک پوش علاقے میں جس کی وہ کئی سالوں سے حفاظت کی خدمت انجام دے رہا ہے وہاں ان ایجنٹوں کو ٹھکانہ فراہم کیا گیا۔ اب جب آقاؤں کا انجام سامنے نظر آنے لگا ہے تو سامراج کے جوتے صاف کرنے کے سبب بننے والے اکثر اہل ثروت نے اپنا لوٹا ہوا سرمایہ باہر منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر افغان عوام کے ان نام نہاد نمائندوں کے سامنے قومی، ملکی اور عوامی مفادات اور افغان سرزمین سے زیادہ دنیاوی عیش وعشرت، شراب وشباب کے چسکے، دولت کی ریل پیل اور غیر ملکی شہریت عزیز ہے۔ مظلوم افغانوں کی دولت لوٹ کر لے جاتے ہوئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پکڑ سے محفوظ ہو گئے ہیں حالانکہ آخرت کا یوم الحساب اور جزا کا دن ابھی باقی ہے۔

مشاہدہ میں یہ بات آ رہی ہے کہ کافی عرصہ سے کابل ائیر پورٹ سے لاکھوں ڈالروں سے بھرے ہوئے بڑے بڑے بریف کیس افغانستان سے بلا روک ٹوک دیگر ممالک منتقل ہو رہے ہیں جن میں ہندوستان، یورپ، خلیجی ممالک، امریکا، آسٹریلیا اور بہت سے دیگر ممالک شامل ہیں۔ اسلحہ، ہیروئن، ملکی نوادرات وغیرہ اسمگلنگ اور افغانوں کے قیمتی خون کے سودے کر کے کمائی جانے والی رقم سبھی اس لوٹ کھسوٹ میں باہر کو منتقل ہو رہے ہیں۔

خود فروشی اور ملت فروشی انتہائی حقیر اور گھٹیا صفات ہیں۔ جو لوگ اس جرم کے مرتکب ہیں وہ بہت گھٹیا اور نیچ لوگ ہیں، ان کا مستقبل تاریک ہے۔ اب ان کی طرف ان کے آقاؤں کی بھی توجہ نہیں رہی، اس لئے کہ فرار کا وقت آ پہنچا ہے اور ہر ایک کو اپنی جان کے لالے پڑے ہیں۔ جو لوگ غاصب قوتوں کے ہمنوا بنے اور انہوں نے دین اور وطن کا سودا کیا، جانتے ہیں کہ عدل کا فیصلہ ان کا منتظر ہے، ان کے شرمناک کرتوتوں کی ان کو سزا ملنے والی ہے لہذا وہ ہر

طریقے اور وسیلے سے فرار کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔

نیٹو ممالک کے ذرائع ابلاغ نے ان قابض افواج کے معاونین میں اسے ایک گروہ یعنی بدکردار مترجمین کے حق میں بڑی شدت سے بات کرنا شروع کردی ہے اور وہ ''قابض افواج کے سرکردہ ممالک سے'' ان کے فغانستان سے انخلاء اور نیٹو اتحادی ممالک میں ان کی پناہ گزین کی طرح پناہ دینے پر بآواز بلند مطالبات کیے جارہے ہیں، نیٹو ذرائع ابلاغ کی تصریحات کے مطابق ان کی تعداد کچھ بڑی نہیں ہے، ان کا کہنا ہے کہ صرف ۲۵۵ افغانی مترجمین نے غیرملکی افواج کے ساتھ جنگی محاذوں اور دشوار گزار علاقوں میں کام کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مترجمین اکثر جنگی محاذوں کے علاوہ دیگر مقامات پر اپنی خدمات سے قابض افواج کو بہرہ مند فرما رہے ہیں جن میں جاسوسی، لوگوں کے متعلق معلومات اکٹھا کرنا، سروے کرانا، غیرملکی افواج کے قبضہ کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرنا اور مجاہدین کے خلاف نفرت پھیلانا۔ کچھ تو ان میں سے عیسائی مشنریوں کے بھی کاسہ لیس بنے ہوئے ہیں جن کا ہدف غریب فقراء اور مغربی ممالک میں پناہ کی خاطر جانے کا ارادہ کرنے والوں کو مرتد بنانے کا ہے۔

نیٹو ذرائع ابلاغ کا کہنا یہ ہے کہ ایساف اتحاد جو کہ افغانستان کے اندر قبضہ کی جنگ میں ایک سرگرم رکن ہے، یہ اپنے ساتھ کام کرنے والے ان مترجمین کے لئے انخلاء کی چند ترکیبات پر کام کر رہا ہے ۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ ساری ترتیبات غیر سنجیدہ ہیں یہاں تک کہ نیٹو کے ذرائع ابلاغ کے پاس بھی اس کی کوئی مصدقہ اطلاع نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ نے یہ کہا کہ اس کے پاس ان مترجمین کے انخلاء سے متعلق ابھی کوئی پلان نہیں جو ان کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔

چند لوگ ذاتی طور پر افغانستان سے فرار ہونے میں کامیاب تو ہوگئے ہیں، وہ تین حضرات جو برطانیہ پہنچنے میں کام یاب ہوئے اور انہوں نے پناہ طلب کرنے کی درخواست دے دی ان میں سے ایک نے اعلانیہ طور پر برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو لکھا کہ ''مجھے امید ہے کہ آپ ہمیں اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھتے ہوں گے میں خود کو برطانیہ میں افغانستان سے زیادہ پرامن محسوس کرتا ہوں لہٰذا میری مدد کریں''۔

نیٹو ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ ۳۰ مترجمین نے صحافیوں کے متعلق طالبان کی دھمکیوں کے بعد اپنے کام اور اپنی ملازمتیں چھوڑ دی ہیں اور گذشتہ سال استعفے دے دیئے ہیں۔ نیٹو ذرائع ابلاغ اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ دھمکیاں دراصل قابض افواج کو دی گئی تھیں جبکہ مترجمین اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ باجود یہ کہ مجاہدین کے عسکری ذرائع ان صحافیوں کو دشمن کی فوج کا حصہ سمجھتے ہیں مگر انہوں نے انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ بعض بیانات میں یہ ذکر کیا ہے کہ قابض افواج کے ساتھ کام کرنے والے مترجمین ذاتی اسلحہ رکھتے ہیں، فوجی گاڑیوں میں بھی سفر کرتے ہیں جیسا کہ اس بیان میں کہا بھی گیا ہے۔ اسی طرح نیٹو اور قابض عسکری ذرائع اپنی افواج کے مقتولین اور زخمیوں کی تعداد کم بتلاتی ہے وہ ان مترجمین کے نقصانات کو بھی بہت ہی کم ذکر کرتے ہیں۔ برطانوی ترجمان کا کہنا ہے: یہ بہت اچھا ہوگا برطانوی ہمیں پناہ دیں اور قابض افواج کے انخلاء کے بعد طالبان کی پکڑ سے محفوظ رکھیں۔ وہ فطری طور پر قابض قوتوں سے قریب ہیں۔ ہم برطانوی افواج کے افغانستان سے نکلنے کے بعد یہاں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے کہ حکومت کے لئے تو ہم جاسوس اور طالبان کے لئے غدار کہلائیںگے۔

قابض افواج کے ساتھ کام کرنے والے ترجمانوں کا جاسوس یا غدار ہونا یہ افغانستان میں بالکل عام سی بات ہوگئی ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی خدمات کی قیمت ادا کرنا طالبان کے بس میں نہیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ طالبان نے پورے ملک کے اندر اپنے ادارے قائم کئے ہوئے ہیں خصوصاً فوج، پولیس اور امن کے ادارے، طالبان کی شہروں دیہاتوں اور دارالحکومتوں میں کامیابی کا سبب بھی یہی ہے۔ اس بات میں شک نہیں ہے کہ مترجمین کے درمیان ایسے عناصر موجود ہیں جنہوں نے ملک کے مفاد میں چند خدمات انجام دیں اور معلومات کا تبادلہ کیا جو کہ بہت سی کاروائیوں میں کامیابی کی وجہ بنا۔ حقیقتاً یہ لوگ قابض ملکوں میں غداروں کی طرح بھاگنے پر مجبور نہیں ہوں گے بلکہ یہ لوگ اپنی قوم کی اس جدوجہد آزادی میں ایک اہم کردار ادا کرنے کی وجہ سے تاریخ کے ہیروز میں شمار ہوں گے۔

⊙⊙⊙

عیدالاضحی کی مناسبت سے عالیقدر امیرالمومنین ملا محمد عمر مجاهد حفظه الله کا پیغام

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله ربّ العلمین والصلوة والسّلام علی سیّد الکونین اشرف الانبیاء وقائد المجاهدین نبیّنا محمد المصطفی صلّی الله علیه وسلّم وعلی اله وصحبه اجمعین امابعد فأعوذ بالله من الشّیطان الرجیم:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ۔ (الأنفال ۳۶)

بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر وہ مال ان کے حق میں باعثِ حسرت ہوجائیں گے، پھر (آخروہ) مغلوب بھی ہوجائیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يا بَنِى إِسْرَائِيلَ إِنِّى رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيكُمْ مُصَدِّقًا لَّمَا بَينَ يدَىَّ مِنَ التَّوْرَاه وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأتِى مِنْ بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ (سورة الصف ۶)

اور اسی طرح (وہ وقت بھی قابلِ تذکرہ ہے) جبکہ عیسی بن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو توراۃ آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والا ہے جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔ صدق اللہ العظیم

میں افغانستان کے مسلمان عوام، حملہ آور غاصبوں سے برسرپیکار بہادر مجاہدین، شہداء کے ورثاء، معذورین، حجاج کرام اور دنیا کے گوشے گوشے میں رہنے والے ہر مسلمان کو ایثار، قربانی اور خوشی کے اس عظیم دن کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور میر االلہ بزرگ وبرتر سے سوال ہے کہ وہ ان ایام کو خوشی، اطمینان اور امتِ مسلمہ کی سرفرازی کا ذریعہ بنادے۔ اور میری طرف سے اس سال کی عظیم الشان مجاہدانہ عسکری کامیابیوں پر اپنی غیرت مند عوام اور سرفروش مجاہدین کو خصوصی مبارکباد پیشِ خدمت ہے۔ اور میں اللہ تعالی سے دعاگو ہوں کہ ہم سب کو استقامت کی دولت سے نوازے، اسی طرح میری اللہ سے تعالی دعا ہے کہ ہماری مظلوم عوام کو اس ناجائز تسلط کے شر سے خلاصی عطاء فرمائے۔ ان شاء اللہ یہ نصرت کے لمحات قریب تر ہیں۔

میرے محترم مجاہد بھائیو! آپ اس بات کے بخوبی شاہد ہیں کہ مجاہدین کی صفیں آئے روز مضبوط ہورہی ہیں، اور ملک کے طول وعرض میں بہادر عوام کی جانب سے مجاہدین کے ساتھ تعاون اور مجاہدین کے شانہ بشانہ قربانیوں میں اضافہ ہورہاہے۔ اور غاصب ومکار حملہ آوروں کے بڑے بڑے ٹھکانوں پر نت نئے جہادی انداز سے حملے کیے جارہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دشمن اپنے اڈے اور چھاؤنیاں مجاہدین کے خوف سے خالی کررہاہے۔ اور اسی طرح دشمن کے قائم کردہ اداروں کے اندر سے ہی مسلمان فوجیوں کی طرف سے ہونے والے خطرناک اور تابڑتوڑ حملے بڑھتے ہی جارہے ہیں۔ اور شعبہ دعوت وارشاد کی کاوشوں سے دشمن کی صفوں میں سے ایک اچھی خاصی تعداد انھیں جُل دے کر امارت اسلامیہ سے آمل رہی ہے۔

اس کے مثل اور بہت سی کامیابیاں جو ہمیں حاصل ہورہی ہیں، ان پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا ہم سب کے لیے لازم ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی مزید توفیق اہداف کے حصول میں ہمارے شاملِ حال ہوسکے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالی سے مزید توفیق کا سوال کریں اور اس عہد ووفا کو لازم پکڑیں جو اپنی توقعات اور جہادی اہداف کے حصول کے لیے اپنائے ہوئے ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کے غرور میں مبتلاء نہ ہوں اور نہ ہی جہادی اہداف اور اس مقدس راستے کی پیروی سے لاپرواہی برتیں۔

اسی واسطے ہم پر واجب ہے کہ تمام معاملات میں اللہ تعالی کی رضاء ، امیر کی اطاعت ، دیے گئے جہادی لائحہ عمل کی پیروی، اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد اور افغان عوام کی خوش بختی کو اپنے جہادی اہداف کا لازمہ سمجھیں۔ کیونکہ ہماری قوم جس کا میں اور آپ بھی حصہ ہیں گذشتہ تیس سال سے زائد عرصے سے سخت کرب و مصیبت میں مبتلاء اور زخموں سے چور ہے۔ ہم سب پر اس قوم کا حق ہے کہ ان کے ساتھ مہربانی، ملائمت اور خوش خلقی سے پیش آئیں اور ان کے لیے اپنے سینوں کو کشادہ رکھیں۔ اس لیے کہ اس قابل فخر قوم کے ایثار اور قربانیوں ہی کے نتیجے میں ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اتنے بڑی قوت اور مغرور عسکری طاقت کے سامنے گیارہ سال سے مضبوطی کے ساتھ جمے ہوئے ہیں اور دشمن ہر جگہ شکست سے دوچار ہے۔

لہٰذا ہمیں اس قوم کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔ اور خوب جان لو کہ دشمن کے مقابلے میں نصرت و کامیابی اولاً تو اللہ تعالی کی مدد اور ثانیاً اپنے عوام کے تعاون ہی سے ممکن ہوتی ہے۔ امارت اسلامیہ کے تمام ذمہ داران اور منتسبین پر لازم ہے کہ آپس کا اتحاد اور محبت کے رشتے مزید مضبوط کریں اور فرقہ بازی واختلافات سے خود کو محفوظ رکھیں۔ جہادی معاملات کو استحکام ومشاورت سے سرانجام دیں، اور دشمن کی شکست اور تباہی کے لیے جدید منصوبے مرتب کریں اور انھیں بخوبی عملی جامہ پہناتے رہیں۔ اور اسی طرح ان پر یہ بھی لازم ہے کہ عام لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں، اور شہریوں کو مشکلات میں ڈالنے سے حتی الامکان گریز کریں۔ اس لیے کہ دشمن ہمیشہ سے بذات خود پہنچائے گئے عوامی نقصانات کو مجاہدین کے کھاتے میں ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا چلا آرہا ہے۔

اور تمام مجاہدین پر لازم ہے کہ دشمن کی صفوں اور اس کے فعال اداروں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی حسب استطاعت اور بھرپور کوشش کریں، ان شاء اللہ ان حربوں سے مستقبل میں اچھے نتائج مرتب ہوں گے۔ اور میں مجاہدین کے ذمہ داران کو وصیت کرتا ہوں کہ مجاہدین کی تعلیم کا اچھی طرح اہتمام کریں اور انھیں جہاد سے متعلق ضروری مسائل سکھائیں۔ اور ان کی اخلاقی، تعلیمی، فکری تربیت کے انتہائی اہتمام کو عسکری تربیت کا لازمی حصہ سمجھیں۔ اسی طرح میری تمام مسؤلین کو وصیت ہے کہ یتیموں، معذوروں اور قیدیوں کی دستگیری کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ دینی مصالح کے خلاف اعمال اور جذبات کے بہاؤ پر بے سوچے سمجھے کاموں کا نتیجہ نہایت برا نکل سکتا ہے۔

اور اسی مناسبت سے ایک دفعہ پھر میں کٹھ پتلی حکومت کے صفوں میں شامل افغانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام اور قومی مصالح کی خاطر مجاہدین کے ساتھ مخلصانہ تعاون کریں اور قابضین سے ملک کو آزاد کروانے کے لیے جاری کوششوں میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ بیشک دشمن ملیشیا اور افواج کی اندرونی صفوں میں کی جانے والے کارروائیوں کا شمار بڑے جہادی حربوں میں ہوتا ہے ۔ اور ان شاء اللہ ایسی کارروائیوں کا دائرہ کار اب مزید وسیع، منظم اور اثرات کے اعتبار سے دشمن کے لیے مزید خطرے کا باعث ہوگا۔

اور میں ہر اس غیرت مند افغان سے جسے قابض اور مقامی دشمن کی صفوں میں جہاد کرنے کا موقع میسر ہے درخواست کروں گا کہ اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دین اور ملک کے دشمنوں کو ان کے مضبوط ٹھکانوں کے اندر ہی اپنے انجام سے دوچار کریں۔ اور ان کی شکست وتباہی کے لیے سارے ممکنہ طریقوں، مواقع اور حربوں کو بروئے کار لائیں، کیونکہ جہاد سب پر فرض ہے اور اپنے ملک کی آزادی اور خود مختاری کا حصول اس ملک کے ہر نوجوان کی دینی اور شعوری ذمہ داری ہے۔ اور مجاہدین پر لازم ہے کہ اس طرح کے کارنامے سرانجام دینے والے سپوتوں کو مزید قدر دانی، اکرام اور حوصلہ افزائی کے لیے امارتِ اسلامیہ کی قیادت سے متعارف کرائیں۔

باقی اس ملک کی مستقبل کی سیاسی صورتحال کے حوالے سے میں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ ؛ ہم نہ قبضہ گری کی فکر میں ہیں اور نہ ہی غاصب حملہ آوروں کے کوچ کر جانے کے بعد خانہ جنگی کا کوئی تصور رکھتے ہیں۔ بلکہ ہماری کوشش ہے کہ مستقبل کا سیاسی منظرنامہ بڑی عالمی طاقتوں اور پڑوسی ممالک کی مداخلت سے پاک ہو اور افغانوں کے ہاتھ میں ہو۔ اور ہماری یہ کوششیں خالص اسلامی اور افغانی روایات کی حامل ہیں۔

اور آزادی کے بعد اللہ رب العزت کی مدد سے ہم ایک ایسے شرعی اور قومی نظام حکومت میں ہوں گے جو ہر قسم کے نسلی امتیاز اور تعصبات سے بالاتر ہوگا۔ ہر کام اس کے اہل کے سپرد کیا جائے گا اور ملکی وحدت کا تحفظ یقینی بنایا جائے گا۔ امن وامان کی صورت حال میں بہتری لائی جائے گی، شریعت کا نفاذ ہوگا اور چاہے مرد ہو یا عورت! ہر ایک کے حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔ ملکی تعمیر نو اور معیشت کی بہتری کے لیے بھرپور اقدامات کیے جائیں گے اور اجتماعی اداروں کی مضبوطی ہمارے پیش نظر ہوگی۔ اسلامی اصولوں اور ملکی مصالح کی روشنی میں بلاتفریق تعلیمی سہولیات عام کی جائیں گی، علمی وثقافتی معاملات کو صحیح سمت میں چلایا جائے گا۔ اور اپنے غیور عوام کے تعاون سے خانہ جنگی اور افغانستان کی تقسیم چاہنے والوں کو ان کے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

اور افغان عوام کو اتنا احمق نہ سمجھا جائے کہ وہ اپنے ہم قوموں سے عقیدے، تمدن، اجتماعی اور تاریخی بنیادوں پر قائم رشتے توڑ بیٹھیں گے اور ملک کی تقسیم پر راضی ہو جائیں گے۔ تقسیم کا یہ ناپاک نسخہ سوویت یونین نے بھی آزما کر دیکھ لیا تھا، مگر نتیجہ برعکس نکلا اور ان کی چال ان پر ہی الٹ دی گئی۔

ہم ان تمام لوگوں سے اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں جو ایک خود مختار اسلامی ملک کی حیثیت سے افغانستان کا احترام کریں اور ان کا تعلق نو آبادیاتی، حاکمانہ اور استعماری لہجوں سے خالی ہو۔ میرے خیال میں یہی ہر آزاد اور مسلمان افغان کا مطالبہ اور اس کی خواہش یہی ہے۔

اور بیرونی قوتوں سے مفاہمت کے متعلق میں یہ کہنا چاہوں گا کہ؛ ہم اسلامی اور قومی مفادات کے حصول کے لیے عسکری جد وجہد کے ساتھ سیاسی کوششیں بھی جاری رکھے ہوے ہیں۔ اور ان سیاسی کوششوں کو کامیابی سے جاری رکھنے کے لیے سیاسی دفتر کا قیام اور ایک خاص جماعت کا تین بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ اور یہ سیاسی دفتر ہمارے اسلامی اور جہادی مصالح کو مد نظر رکھتے ہوئے خدمات انجام دیتا ہے۔ اور میں واضح طور پر کہہ دوں کہ ہمارے مذکورہ سیاسی دفتر کے علاوہ دوسروں سے مفاہمت کے لیے کوئی اور چینل نہیں ہے، اس لیے کہ نہ تو ہم خفیہ سیاست کرتے ہیں اور نہ ہی دوسروں سے چاہیں گے کہ وہ ہم سے خفیہ مذکرات کا ڈول ڈالیں ۔ ہماری دوسروں سے وضع کردہ سیاسی مفاہمتی پالیسی دینی اقدار، قومی اور وطنی مفادات کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی ہے۔ اور اس کا کھلے عام اعلان کیا جاتا ہے۔

اگر جارحین کی خفیہ ایجنسیاں اور سفارتی حلقے اپنے لیے مذاکرات کے بناوٹی اور فرضی سلسلوں کو میڈیا میں شور شرابا کرتے ہیں تو یہ محض وقت کا ضیاع اور اپنے آپ کو اور اپنی عوام کو دھوکا دینے مترادف ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ آزادی اور خود مختاری ہر کسی کا حق ہے۔ ہم پوری دنیا، بین الاقوامی تنظیموں خاص طور پر اسلامی ممالک اور مؤتمر اسلامی سے امید رکھتے ہیں کہ ہماری اسلامی مملکت آزادی اور بیرونی جارحیت کے مکمل خاتمے کے لیے کردار اداء کریں۔ اور اپنی انسانی ذمہ داری سمجھتے ہوے ہمارے قیدیوں کے لیے اٹھ کھڑے ہوں جو ابھی تک گوانتاناموبے، بگرام، دیگر عقوبت خانوں اور اسی ہمسایہ ممالک کی جیلوں میں مظلومیت کے دن گزار رہے ہیں۔ اور ہم انسانی حقوق کی تنظیموں کو خصوصی طور پر ان مظلوم قیدیوں کے انسانی حقوق کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانا چاہتے ہیں، جن پر آئے روز تفتیش کے بہانے قید خانوں میں تمام قوانین بالائے طاق رکھ کر تشدد کیا جاتا ہے۔ دباؤ اور تشدد کے بل بوتے پر انھیں اعترافات پر مجبور کیا جاتا ہے اور انہیں بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بہت سوں کو دوران تحقیقات قتل کر دیا گیا ہے اور بہت سے دائمی معذور ہو چکے ہیں۔

اور میں اسلام دشمنوں کی جانب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین پر مبنی فلم کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور اس بارے میں کہوں گا کہ؛ اسلام دشمن دینِ اسلام کی حقیقی صورت مسخ کرنے کے لیے تو ہر طرح کی مذموم کوششیں کر چکے ہیں، اور اب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو نشانہ بنانے کے لیے گھناؤنی حرکتوں پر اتر آئے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں وہ کچھ کر چکے ہیں کہ مسلمان تو درکنار ایک سلیم الطبع شخص کے لیے بھی یہ سب کچھ ناقابل برداشت ہے۔ یہ مغرب ایک طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآنِ کریم کے نسخوں کو جلانا اظہار رائے اور آزادیء فکر باور کراتا ہے اور دوسری طرف جو مسلمان اللہ تعالی کی کتاب سے جہاد کی آیتیں پڑھتے، لوگوں کو ان کی تفسیر بتاتے ہیں اور اپنے حق آزادی کو طلب کرتے ہیں ان پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگاتا ہے، انھیں قید کرتا ہے اور ان پر تشدد کو جائز سمجھتا ہے۔ بیشک دنیا میں اس مغربی فلم کا بیہودہ چرچا، تعصب کا پرچار، اور ان کے تنگ نظری کے غماض اعمال ان کی رسوائی اور شرمندگی میں مزید اضافہ کریں گے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (8) (الصف)

یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس گھناؤنے جرم پر محض زبانی احتجاج پر اکتفاء نہ کریں، بلکہ اپنے مقدس دین کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، اور سنت نبویہ -علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام - سے اپنی زندگیوں میں مطابقت پیدا کریں۔ ایک دوسرے کے دست وبازو بن جائیں اور ناجائز قبضے اور جارحیت کے خلاف جہاد پر کمربستہ ہو جائیں؛

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (21) (الاحزاب)

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر اللہ کرتا ہو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔ (یعنی جہاد میں شرکت)

بیشک یاد رہے کہ ہم نے کسی پر حملہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی زمین پر ہم نے قبضہ کیا ہے، ہم تو ان غاصبوں کے خلاف بھرپور انداز میں جہاد جاری رکھے ہوے ہیں جو ہم پر جارحیت اور دھاوا بولے ہوے ہیں۔ ہم نے گیارہ سال پہلے بھی دشمن سے کہا تھا ان کا یہاں آنا تو آسان ہے لیکن یہاں رہنے یا واپس جانے میں انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہو گا۔ آج ایسی ہی صورت حال سے دشمن دوچار ہے۔

ہمارے پاس جہاد جاری رکھنے کے لیے ضروری وسائل موجود ہیں اور نہ ہی ہم حواس باختگی کا شکار ہیں، ہمیں اپنے پروردگار پر پورا یقین ہے، اور ہمارے پاس اس کام کو جاری رکھنے کے لیے وافر افرادی قوت موجود ہے۔ یہ ساری چیزیں ہم نے نہ تو کسی سے قرض لی ہیں اور نہ ہی ہم کسی کے زیر احسان ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کا فضل ہی ہے۔ اور اللہ کے اذن سے ہی ہم اپنی پوری کوشش اور تدابیر سے دشمن کے منصوبے خاک میں ملا دیں گے۔ ہمارا جہادی قافلہ اللہ کے فضل سے اب ایسی منزل پر پہنچ چکا ہے کہ عالم اسلام کی وسیع حمایت، عوامی ہمدردی اور مناسب وسائل کے حصول کے بعد ہم اس قابل ہیں کہ مستقبل میں دشمن کو عسکری میدان میں ناقابلِ برداشت اور حیرت انگیز اقدامات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اب آخر میں تمام خرچ کرنے والے اہل خیر حضرات اور اداروں سے مجھے امید ہے کہ عید کے ان مبارک ایام میں اپنے بچوں اور اہل خانہ کی طرح مجاہدین، مساکین اور خاص طور پر شہداء اور قیدیوں کے بچوں اور اہل خانہ پر اپنی اولاد کی طرح شفقت کا مظاہرہ کریں گے۔ اپنا تعاون بذات خود ان تک پہنچائیں گے یا امارت اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن کے توسط سے عید کی خوشیوں میں انھیں اپنے ساتھ شریک کریں گے۔

ایک عشرے سے زیادہ امریکہ کی زیرِ قیادت کفریہ اتحاد کے خلاف انتہائی شجاعت اور محبت کے ساتھ مجاہدین کا بھرپور تعاون کرنے پر میں افغانستان کے مومن و مجاہد عوام کے لیے اللہ تعالی کی بارگاہ سے اجر عظیم کا طالب ہوں۔

اللہ تعالی کے فضل اور اسی تعاون کے نتیجے میں ان شاء اللہ جہاد کامیابی سے ہمکنار ہونے کو ہے۔ اسی طرح میں ان خاندانوں کے لیے اس عظیم رب کے دربار سے صبر جمیل، استقامت اور بڑے اجر کا طلب گار ہوں جو جہاد کے مقدس راستے میں یا دشمن کی اندھی بمباریوں میں شہادت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔ دشمن کے ہاتھوں قید ہو گئے ہیں یا مالی مشکلات سے دوچار ہوے ہیں۔

اللہ جل شانہ ان شہداء کے مبارک خون کی برکت سے ہماری قوم کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور اس سرزمین پر اسلام کا پرچم لہرائے۔ آمین یارب العالمین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والسلام خادم اسلام امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد

جنوبی و مغربی صوبوں کے لیے دعوت وارشاد (جلب و جذب) کمیشن کے سربراہ سے گفتگو

سوال : محترم سب سے پہلے اپنا تعارف کرائیں اور اپنی ذمہ داری کے متعلق معلومات دیں؟

جواب : میرا نام حاجی عبدالصمد ہے۔ امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں اس سے قبل مختلف ذمہ داریاں نبھاتا رہا ہوں اور اب شعبہ دعوت وارشاد کے جنوبی اور مغربی علاقہ جات کا ذمہ دار ہوں۔

آپ کی معلومات کے لیے اتنا بتا دیتا ہوں کہ دعوت وارشاد کمیشن کی تشکیلات میں دو خطے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ افغانستان کے جنوبی صوبے غزنی سے لے کر زابل، قندہار، ہلمند، نیمروز، ہرات، بادغیس اور فاریاب تک اروزگان اور سرپل سمیت تقریباً 13 صوبے ہیں، یہ ایک اہم خطہ ہے جس کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ہے۔ دوسرا خطہ شمالی اور مرکزی صوبے ہیں جس میں تقریباً 21 صوبے شامل ہیں، اس علاقے کا ذمہ دار الگ ہے۔

سوال : دعوت وارشاد کمیشن کے متعلق اگر کچھ معلومات دی جائیں کہ اس کی تشکیل کب ہوئی ہے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

جواب: دعوت وارشاد کمیشن تو کافی عرصہ امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں موجود رہا لیکن گذشتہ ایک سال سے اس کمیشن کی فعالیت میں خاص پیش رفت ہوئی ہے۔ یعنی پہلے کمیشن روایتی انداز میں دعوت کا کام آگے بڑھا رہا تھا، اب گذشتہ ایک سال سے امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے اور عالیقدر امیر المومنین کے خاص حکم کی رو سے اس کمیشن کی نئی تشکیلات سامنے آئی ہیں۔ اسی طرح جلب وجذب یعنی وہ لوگ جو دشمن کی صف میں کھڑے ہیں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلانے کا کام بھی اسی کمیشن کے ذمے لگایا گیا ہے۔

آج کل کمیشن کی سب سے اہم ذمہ داری یہی ہے کہ وہ افغانی نوجوان جو دشمن کی صفوں میں کھڑے ہیں اور مختلف فوجی اور انتظامی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں ان کو دعوت دی جائے کہ وہ دشمن کی صفوں سے نکل جائیں۔ اس طرح جہاں ایک طرف وہ دنیاوی اور اخروی نقصانات سے بچ جائیں گے وہاں افغانوں کی جانب سے خارجی دشمن کی حمایت بھی ختم ہو جائے گی۔

سوال : مخالف افراد کی وصولی کے علاوہ دعوت والارشاد کمیشن کی اور بھی کوئی خاص ذمہ داریاں ہیں؟

جواب : کیوں نہیں، یہ کمیشن اس کے علاوہ مختلف قومی رہنماؤں، علماء کرام، طلبہ، دانشوروں اور معاشرے کے ساتھ تعلقات سنوارنے اور مستقل تعلق تازہ رکھنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتا ہے۔ تاکہ ان کے مشورے سنے جائیں اور امارت اسلامیہ کے متعلق ان کے سوالات کے جوابات دیے جائیں اور ہمیشہ ان سے تعلقات استوار رکھے جائیں۔

اسی سلسلے میں ہم نے مختلف شعبوں کے لیے اپنی تشکیلات سامنے لائی ہیں جس میں وقتاً فوقتاً افغانستان کے اندر اور باہر افغان عوام کے مختلف نمائندوں سے میل ملاقاتیں شامل ہیں۔

سوال: کمیشن کے متعلق اگر کچھ معلومات دیں تو بہتر ہوگا۔

جواب : دعوت والارشاد یا جلب وجذب کمیشن افغانستان کے نمائندے تمام 34 صوبوں میں موجود ہیں، صوبوں کے ساتھ ساتھ اضلاع کی سطح پر بھی ہم نے نمائندے مقرر کیے ہیں تاکہ مزید اپنے فرائض سنبھال کر کام کو استقلال دیں۔

سوال : خاص طور پر دشمن کی صفوں میں موجود افراد کی وصولی کے متعلق اگر ہم پوچھیں کہ آپ کے حلقۂ عمل میں کتنے لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا ہے اور کفار کی مدد اور تعاون سے دستبردار ہوئے ہیں؟

جواب : جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں دعوت والارشاد کمیشن کو دشمن کی صفوں میں کھڑے افراد کی وصولی کی ذمہ داری گذشتہ ایک سال سے سونپی گئی ہے اور اس شعبے میں ہم نے منظم کام شروع کیا ہے۔ میری گنتی کے مطابق گذشتہ آٹھ ماہ سے ہمارے علاقے یعنی جنوبی اور مغربی 13 صوبوں میں 1100 وہ افراد جو پہلے دشمن کے مختلف فوجی اور غیر فوجی اداروں میں کام

> **بہتر یہ ہے کہ وہ اس تباہی سے خود کو بچائیں، امارت اسلامیہ کی جانب سے ان کو دی گئی مہلت سے انہیں فائدہ اٹھانا چاہیے، اس لیے کہ یہ سب سے بہتر موقع ہے کہ وہ پورے اعتماد کے ساتھ دشمن کی صفوں سے نکل کر اپنے جان، مال اور اولاد کا امن حاصل کرلیں اور حسب معمول زندگی گزاریں۔ کل کلاں اگر حالات میں انقلاب آجاتا ہے تو ہوسکتا ہے اپنی جان کی حفاظت کے لیے ایسا پر اعتماد اور باعث اطمینان موقع انہیں نہ مل سکے**

کررہے تھے دشمن کی صفوں سے الگ اور اپنے کیے پر توبہ تائب ہوگئے ہیں۔ ان گیارہ سو افراد کے آنے سے نہ صرف دشمن کو افرادی قوت کے اعتبار سے سخت نقصان پہنچا ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے ساتھ 700 کی تعداد میں ہلکا و بھاری اسلحہ اور بڑی مقدار میں اہم وسائل بھی لائے ہیں۔ اسی طرح ان علاقوں میں 20 ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ دشمن کی صفوں سے نکلے ہوئے افراد نے خارجی یا داخلی فوجیوں پر فائرنگ کرکے ان کو بھاری نقصانات پہنچائے ہیں اور پھر مجاہدین سے آکر مل گئے ہیں۔ دشمن کی صفوں سے نکل کر آنے والے افراد میں نیشنل آرمی، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مختلف عہدوں کے افراد شامل ہیں۔ ہرات میں دشمن کی سرحدی چھاونی کا ایک کمانڈر بہت سے اسلحہ اور اہم وسائل کے ساتھ مجاہدین کے پاس آگیا۔ اسی طرح فراہ میں موٹروے پولیس کے ایک کمانڈر میرویس دو مہینے قبل 40 افراد، 2 لانچر گاڑیوں اور 1 ٹینک کے ساتھ مجاہدین سے آملے۔

سوال: جو لوگ دشمن کی صفوں سے نکلتے ہیں ان کے ساتھ آپ کا سلوک کیسا ہوتا ہے؟

جواب: ان لوگوں کو جو دشمن کی صفوں سے نکل کر ہمارے پاس آجاتے ہیں اور صحیح معنوں میں توبہ تائب ہوجاتے ہیں، ہم امارت اسلامیہ کی جانب سے انہیں ہر طرح کی حفاظت اور امن کی یقین دہانی کراتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے کیے پر تائب ہوجاتے ہیں اور دشمن کے تعاون سے دستبردار ہوجاتے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں، اپنی استطاعت کے مطابق ان کے ساتھ نقدی کی صورت میں تعاون بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کو اپنا کارڈ جاری کرتے ہیں تاکہ پھر کوئی ان کے لیے کسی قسم کی مشکل پیدا نہ کرے۔ اس کارڈ میں ہم نے شکایات درج کرانے کے لیے اپنا ایک نمبر بھی دیا ہوتا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر اس نمبر پر رابطہ کریں۔

سوال: آپ کا طریقۂ کار کیا ہے یعنی دشمن کی صفوں تک اپنی دعوت یا جلب وجذب کا پیغام کیسے پہنچاتے ہیں؟

جواب: ہم مختلف ذرائع سے استفادہ کرکے اپنا دعوتی پروگرام آگے بڑھاتے ہیں۔ ہر صوبے اور ضلع میں علاقائی ذمہ دار موجود ہیں جو مختلف ذرائع مثلاً شخصی جان پہچان، نمائندہ بھیج کر، خطوط، فون یا برقی خط یا دیگر ذاتی ذرائع سے دشمن کی صفوں تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں کہ اب مزید کفار کی صفوں سے نکل جائیں۔ کفار کے تعاون سے دستبردار ہوجائیں، اس لیے کہ کفار سے تعاون دنیا وآخرت میں تباہی کا سبب بنتا ہے۔

سوال: آپ کو اپنے اس کام سے کہاں تک کامیابی کی توقع ہے، یہ کام غاصبوں کی صفوں کو توڑنے میں کہاں تک کردار ادا کرے گا؟

جواب: ہم نے گذشتہ کچھ عرصے میں اپنے کام کے جو نتائج دیکھے ہیں تو الحمدللہ ہماری توقع سے بڑھ کر کام کے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ جو پہلے امریکیوں کے ہراول دستے کا کردار ادا کرتے تھے، کفار کی طاقت ان کی وجہ سے مضبوط تھی اور انہیں کی وجہ سے مجاہدین خارجی دشمنوں تک پہنچنے سے قاصر تھے، مجاہدین انہی کے ساتھ مصروف رہتے اب وہ لوگ دشمن کی صفوں سے نکل گئے ہیں اور کفار کی تعاون سے دستبردار ہوگئے ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ امریکی غاصبوں کے ساتھ اگر مقامی افغان فوج کا تعاون نہ ہو تو یہ افغانستان میں ایک دن بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ ایسے لوگوں کو جو پیسوں کی لالچ یا پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر مجاہدین کے خلاف امریکیوں کے ساتھ ہیں ان کو اس گمراہی سے نکال دیں اور دشمن کی صفوں کو نقصان پہنچائیں اس مقصد کے لیے ہم نے یہ کام شروع کیا ہے، الحمدللہ اب تک تو بہت اچھا نتیجہ برآمد ہوا ہے، مجھے امید ہے یہ تحریک جنگ کے میدان میں بھی بڑی تبدیلی لائے گی۔ اس لیے کہ اگر خارجی دشمن افغانوں کی مدد سے محروم ہوجائیں تو میدان جنگ میں مقابلے کی ہمت ان میں ہرگز نہ ہوگی۔

دوسری بات یہ کہ ہمارے کام نے گذشتہ کچھ عرصے کے تجربے کے بعد اب کافی اعتماد حاصل کرلیا ہے۔ بہت سے دھوکہ کھائے ہوئے اور دشمن کی

قطاروں میں کھڑے لوگوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے ہیں۔انہیں اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد انہیں قتل کیا جائے گا یا کوئی اور نقصان پہنچایا جائے گا۔لیکن جہاں تک میرے علاقے کے متعلق مجھے علم ہے اب تک ہتھیار ڈالنے والے 1100 افراد میں سے کسی کو بھی ہتھیار ڈالنے کے بعد قتل کیا گیا اور نہ ہی کوئی اور نقصان پہنچایا گیا ہے۔سارے افغانستان میں ایسے ہی حالات ہیں۔اس سلوک سے ہمارے کام کو لوگوں کا بہت اچھا اعتماد حاصل ہوا ہے۔انشاء اللہ امید ہے کہ ہم مستقبل میں بھی دشمن کی صفوں سے مزید افراد کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سوال :اور آخر میں دعوت والارشاد کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے اگر ان افغانوں کے لیے جو پیسوں یا پروپیگنڈے کے باعث دھوکے میں آکر دشمن کے ساتھ ہیں ان کے لیے کوئی پیغام ہے تو ہم نشر کرنے میں تعاون کریں گے۔

جواب :ہمارا پیغام ان کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے آپ پر رحم کریں،اس لیے کہ انہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہوا ہے وہ گمراہی اور تباہی کا راستہ ہے۔اس راستے میں دنیا میں بھی انہیں شرمندگی کا سامنا ہوگا اور آخرت میں بھی۔اس لیے کہ ہم نے افغانستان کی تاریخ میں بار بار دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے محارب کافر کا ساتھ دیا اور امت مسلمہ کے خلاف کافروں کے ساتھ ہو گئے انہوں نے پھر اچھا دن نہیں دیکھا۔اسے دنیا میں بھی غدار، کٹھ پتلی اور مزدور کہا گیا اور آخرت میں بھی وہ شرمندہ اور الٰہی عذاب کا مستحق ہوگا۔

اس لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اس تباہی سے خود کو بچائیں،امارت اسلامیہ کی جانب سے ان کو دی گئی مہلت سے انہیں فائدہ اٹھانا چاہیے،اس لیے کہ یہ سب سے بہتر موقع ہے کہ وہ پورے اعتماد کے ساتھ دشمن کی صفوں سے نکل کر اپنے جان، مال اور اولاد کا امن حاصل کرلیں اور حسب معمول زندگی گزاریں۔کل کلاں اگر حالات میں انقلاب آجاتا ہے تو ہوسکتا ہے اپنی جان کی حفاظت کے لیے ایسا پر اعتماد اور باعث اطمینان موقع انہیں نہ مل سکے۔

انہیں اب بھی فکر کرنی چاہیے،وہ نیشنل آرمی میں ہیں یا پولیس، اربکیوں یا کسی اور شعبے میں یا کوئی اور حکومتی کام کررہے ہیں۔انہیں چاہیے کہ اپنے گریبان میں بھی تھوڑی دیر کے لیے جھانک کر دیکھ لیں کہ وہ کس کی صف میں کھڑے ہیں۔وہ کس کے مزدور ہیں اور انہیں تنخواہ کہاں سے ملتی ہے۔اگر اس راستے میں وہ کفار کے ساتھ مارے جائیں تو ان کا انجام کیا ہوگا۔انہیں امارت اسلامیہ کی دعوت پر لبیک کہنا چاہیے اس لیے کہ اس میں ان کا دنیاوی فائدہ بھی ہے اور اخروی بھی۔

وہ کر سکتے کہ ہر صوبے اور ہر ضلع میں دعوت وارشاد یا جلب وجذب کے نام سے مجاہدین کے ذمہ داروں سے تعلقات قائم کرلیں اور یا ہمارے عمومی نمبر 0708298195 پر رابطہ کریں اور اس طرح دشمن کی صفوں سے نکلنے اور اپنا مستقبل سنوارنے کی فکر کریں۔

✠✠✠

بقیہ از : لکی دجّالی سرکس

میں نے کہا:تو کیا ہم یہ سمجھیں،''دل کے بہلانے کو'عدنان' یہ خیال اچھا ہے''۔جس پر ایک زناٹے دار قہقہ گونج اُٹھا۔اس کے ساتھ ہی یہ مجلس ختم ہوئی اور نمازِ مغرب کے لیے ہمارے قدموں کا رخ اللہ کے گھر کی طرف ہوگیا۔کیوں کہ آفتاب اُفق کے اس پار ڈوب گیا تھا اور اللہ کا منادی اللہ کی کبریائی،وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بیان کرکے بڑے سوزِ دروں کے ساتھ پکار پکار کر ابدی کامیابی کی طرف بُلا رہا تھا:

حیّ علی الصلوۃ حیّ علی الصلوۃ

حیّ علی الفلاح حیّ علی الفلاح

اللہ اکبر اللہ اکبر

لا الٰہ الاّ اللہ

تحریر: عبدالوہاب کابلی

افغانستان سے امریکی انخلاء میں سست رفتاری وجوہات واسباب

اردو ترجمہ: فرحان سیماب

افغانستان میں امریکہ کی ناکامی کا کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کرسکتا۔ افغانستان سے انخلاء میں سست روی سے کام لینا صرف اور صرف اس لیے ہے کہ وہ یہاں سے چلے جانے کے بعد ایسا طبقہ تیار کرے جو افغانستان پر امریکی یلغار وحملہ کے مقاصد کو پورا کرے۔ ان اہداف واغراض کو پایہ تکمیل تک پہنچائے جو وہ جنگ کے ذریعہ حاصل نہ کرسکے۔

اس مقصد کو برلانے کے لیے امریکہ ان جماعات اور شخصیات کو استعمال کررہا ہے جو مسلم کش پالیسی اور دین دشمنی میں مشہور اور اپنی مثال آپ ہیں۔ اگرچہ وہ مختلف قوم ونسل سے تعلق رکھتے ہوں اور الگ الگ نظریات کے حامل ہوں۔

اس وقت امریکہ افغانستان میں اپنے مستقبل کے جانشینی کے لیے مندرجہ ذیل جماعتوں اور شخصیات کی آبیاری کررہا ہے تاکہ وہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے استعماری مقاصد واہداف کو بخوبی انجام دے سکیں۔ وہ جماعتیں یہ ہیں:

اشتراکیت پسند جماعتیں:

اشتراکیت کے قائلین اس وقت افغانستان کے شمالی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے بڑے عرصے تک افغانستان پر حکومت کی ہے۔ ابھی بھی اشتراکیت کے ماننے والے کسی نہ کسی درجے میں افغانستان کے اطراف واکناف میں پائے جاتے ہیں۔ یوں اشتراکیت نے طویل عرصے حکومت کرنے کی وجہ سے افغانستان کے باسیوں پر گہرے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اشتراکیت اپنی اصل میں اسلام کا مخالف اور تہذیبِ مغرب کی پیداوار ہے۔

آج جب کہ یہ نظام یورپ کے مادر پدر آزاد کلچر میں ایک دفعہ پھر سر اٹھا رہا ہے۔ خود مشرقی یورپ اور سویت یونین کی اشتراکیت کے ماننے والوں نے سرمایہ دارانہ نظام والوں کے ساتھ شمولیت اختیار کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپی جماعتوں نے اپنی سیاسی، معاشی، اجتماعی معاملات میں اشتراکیت کے ماننے والوں کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے۔ اشتراکیت چونکہ سلام کا مخالف ہے اسی لیے اس کے قائلین مجاہدین کے خلاف بھی کینہ وحسد رکھتے ہیں جنہوں نے افغانستان میں اس نظام کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا۔ ان اسباب ووجوہات کی وجہ سے امریکہ نے جب سے اپنے استعمار کا قدم سرزمین افغانستان پر رکھا ہے۔ اسی وقت سے اشتراکیت کے قائلین کو خوب نوازا۔ ان کو کلیدی عہدوں اور اہم مناصب پر فائز کیا۔ سرکاری امور میں ان کے اثر ورسوخ کو بڑھایا۔ اس نظام کے قائلین کا امریکہ کے ساتھ مل جانے کی ایک وجہ تو اسلام دشمنی ہے جبکہ دوسری اور اہم وجہ مجاہدین اسلام سے بدلہ چکانا ہے۔ بدلہ لینا امریکی چھتری تلے بغیر چونکہ ممکن نہیں۔ اس لیے وہ امریکہ کے ساتھ ملکر اپنے جنگی مہارت کو پیش کرکے بدلہ لینا چاہتے ہیں، ان میں سے بعض ناعاقبت اندیشوں نے مجاہدین اسلام کی مخالفت میں شرم وحیا کی انتہاء کرتے ہوئے مناصب وجاہ لینے کے لیے ارتداد کا نعوذ باللہ راستہ اختیار کیا۔ چونکہ ان کو امریکہ کے چلے جانے اور امارت اسلامیہ کے واپس برسراقتدار آنے کا بھی خیال ہے، اس لیے وہ انٹیلی جنس ایجنسیوں، فوج، پولیس، ملیشیات، اور دوسرے حکومتی اداروں میں گھس جانے کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ امریکہ کے چلے جانے کے بعد اپنی بقاء کا سامان کریں۔

اسماعیلی آغاخانی اور اس کی حلیف جماعتیں:

اسماعیلی آغاخانی عالمی فرقہ باطنیہ کا ترجمان اور عالمی صہیونی کا حلیف ہے۔ یہ صرف ایک مذہبی فرقہ ہی نہیں بلکہ مالی، تعلیمی، صحت اور اطلاعات کے اداروں کا مجموعہ ہے۔ عالمی صہیونی کے توسط اور اپنے تعمیری منصوبوں کے ذریعہ عالم اسلام پر اپنا تسلط بڑھا رہا ہے۔ یہ فرقہ افغانستان کے شمال میں رہتا ہے۔ یہ اپنے عقائد، نظریات کی وجہ سے دیگر افغانیوں سے مختلف ہیں۔ قیام حکومت اسلام کے متمنیین کے خلاف ان کے دل ودماغ حسد وکینہ سے بھر ہوئے ہیں۔ یہ فرقہ ہمیشہ سے استعماری قوت کا منظور نظر رہا ہے۔ غاصب روس نے جب افغانستان پر قدم رکھا تو اس فرقہ کے پیروکاروں کو خوب نوازا۔ اس بار جب امریکہ اپنے لاؤلشکر کے ذریعہ افغانستان پر قابض ہوا تو بھی ان کو عہدوں،

ومناصب، اور جاہ وحشم سے نوازا۔ امریکہ نے ان کو افغانستان میں اپنے چینل کی جال پھیلانے کی کھلی چھوٹ دی ہے۔ ان کا مشہور چینل ''طلوع'' جو کہ افغانستان میں جال کی طرح پھلا ہوا ہے اس نے نجی چینل ہونے کے باوجود سرکاری اور دیگر نجی چینلوں کو مات دی ہے۔ اس کے علاوہ باقاعدہ معاہدہ کے تحت سیر وتفریح، پارکوں اور فائیو اسٹار ہوٹلوں کو ان کی نگرانی میں دیا گیا ہے تا کہ وہ ان تفریحی مقامات کو فحاشی وعُریانی کے اڈے بنائیں۔

سیکولر اور جمہوری عناصر:

امریکہ نے افغانستان پر حملہ کے بعد جس طبقہ کو حد سے زیادہ اپنی عنایات سے نوازا ہے، وہ سیکولر اور جمہوریت پسند طبقہ ہے۔ سیکولر کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے انہوں نے تعلیم اور میڈیا کو سیکولر بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ لوگوں کو جمہوریت سے مانوس کرنے لیے دوسو سے زیادہ سیاسی جماعتیں، سیکڑوں ملیشیات اور دیگر ناموں سے ایجاد کیے۔ افغانستان کے اسلامی معاشرہ کو مغرب زدہ بنانے اپنی سی کوشش کی۔ جو عریانی وفحاشی، بددینی، دین بیزاری اور روحانی اور بدنی امراض کا سبب ہے۔ نسلِ نو کو سیکولر بنانے کے لیے انہوں نے نصاب سے ہر اس چیز سے نکال دیا جو جہاد، نیکی اور صلہ رحمی کا جذبہ پیدا کرے۔ اس کے لیے انہوں نے بیس سے زیادہ فضائی چینل اور ڈیڑھ سو سے زیادہ ریڈیو اسٹیشن، ہزار سے زیادہ اخبار ورسائل جاری کیے ہیں۔ ان سب کو وزارت اطلاعات کی تائید حاصل ہے۔ ان کو مغربی اداروں کی آبرو کے اشارہ سے ہو رہا ہے جو افغانستان کی نسل جدید کو اپنے رنگ ڈھنگ میں ڈھالنے کے لیے سرزمین افغان پر قدم رکھا ہے۔ سیکولر کے لاعلاج مرض نے اس وقت پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ بندہ اور خدا کے درمیان تعلقات میں شگاف ڈال دیا ہے، عبادت کو زندگی کے سارے شعبوں سے نکال دیا ہے، بندگان خدا کے قلوب میں یہ مفہوم بٹھانے کے لیے کوشش کی ہے کہ امور حیات، مسائل زندگی میں انسان آزاد ہے، وہ اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل کی پابند نہیں ہیں اگر ان کی کوششوں کا ثمرہ دیکھنا ہو تو عالم اسلام کے حکمرانوں کی زندگی پر نظر ڈالیں کہ انہوں نے کس طرح اپنی روزمرہ کی زندگی سے اسلام کو نکال باہر کیا ہے۔

مرتدین کی جماعت:

یہ جماعت صلیبیوں کی دیرینہ آروز ہے، اس کام کے لیے افغانستان میں چار ہزار مغربی اداروں کے تحت ایک ہزار سے زیادہ کلیسائیں کام کر رہی ہیں۔ افغانستان میں اس جماعت کے افراد کو اپنی رائے، اپنے مذہب کے اظہار کے لیے کھلی چھوٹ دی گئی ہے اور مغرب کے رؤسا اور حکومتوں نے بعض مرتدین کو اپنے ارتداد کے اظہار کرنے پر اکسایا تا کہ یہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں۔ اس کے علاوہ امریکہ نے افغانستان کے پڑوسی ممالک میں عیسائی ریڈیو اسٹیشنز بنائیں جہاں چوبیس گھنٹے پشتو زبان میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

مغرب نے مذہب کی آزادی، اقلیات کے حقوق کی آڑ میں افغانستان میں عیسائی اقلیت کی داغ بیل ڈال کر حکام کو مرتدین کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اپنانے کی تلقین کی ہے۔ افغانستان کے کٹھ پتلی حکمران، چغہ پوش مسخرہ حامد کرزئی نے 9/11/2009 کو ایک امریکہ ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ مغربی ممالک حدود اور احکام ارتداد کے متعلق دخل اندازی کر رہے ہیں۔

سیکولر جمہوریت کے داعی علماء:

اسلامی جمہوریت کے داعی علماء سیکولر جمہوریت کے داعیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ وہ ظاہر میں اسلام کے حامی اور باطن میں مغربی جمہوریت کے گرویدہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلامی جماعتوں سے وابستہ ہیں جو باطن میں مغربی جمہوریت کے حامی اور عملی زندگی میں ان طریقوں کو اپناتے ہیں جوان کو مغربی جمہوریت سکھا کر اسلام کو صرف عقائد تک محدود رکھتے ہیں، عملی زندگی میں اس پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

مفکر اسلام سید ابوالحسن ندویؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک فریق، ایک جماعت وہ ہے جو ان سیکولروں کی مدد کرتی ہے، منافع وفوائد میں ان کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ اور اس کو اپنے دنیوی فوائد حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ نہ دعوت اسلام کی فکر، نہ عقیدہ اسلام کی لاج، نہ دین کے نام پر غیرت وحمیت، نہ اصلاح ودرستگی کا احساس ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی خدمت دنیوی منافع، دنیوی جاہ ومنصب حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں''۔

یہ لوگ سابق جہادی تنظیموں کی صف اول کے مجاہدین تھے لیکن پھر یکدم

پلٹ کر سیکولر جمہوریت کے حامی بن گئے۔اور صلیبیوں کی جماعت میں شامل ہوکر مجاہدین کے خلاف سربستہ ہوگئے۔جیسے استاد سیاف، ربانی، مجددی اور جیلانی جو پہلے مجاہدین کی صفوں میں شامل تھے لیکن ابھی امریکہ اور اس کے حواریوں کے حلیف ہیں۔

امریکہ کی آخری امید وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو روشن خیال اور طالبان کے کارکن سمجھتے ہیں اگرچہ وہ اب امریکہ کی تشکیل کردہ حکومت میں شامل ہوئے ہوں۔ان کا مقصد نوجوان نسل کو مغرب کی مادر و پدر آزاد تہذیب کا دلدادہ بنانا ہے۔اس مقصد کے لیے وہ یونیورسٹیز، جامعات، کالجز اور سکولز کا رخ کرتے ہیں اور خالی خولی ذہن رکھنے والے نوجوانوں کو یہ سبق سکھاتے ہیں کہ اسلحہ چھوڑ دو، جہاد کو چھوڑ دو، ان پر لعنت بھیجو اور نوجوان کو ان جماعتوں میں شامل ہونے کا کہتے ہیں۔جو مغربی جمہوریت میں شامل ہونے اور اسلام کے مقدس کے جہاد کے مقدس قافلہ میں شامل نہ ہونے کا مشورہ دیتے ہیں۔

یہ تیسرا فرقہ، یہ تیسرا طبقہ جو اپنے آپ کو طالبان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔یہ واقعتاً تحریک طالبان میں شامل تھے، لیکن پھر انہوں نے پینترا بدلا اور امریکہ کی گود میں جا بیٹھے۔کیونکہ ان کی تحریک طالبان میں شمولیت فکر و نظر، عقیدہ کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ تحریک طالبان میں شمولیت جاہ و منصب اور کرسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے تھی۔جب امارت اسلامیہ کا سقوط ہوا، ان کی کرسی اقتدار ختم ہوگئی۔تحریک طالبان کو چاروں اطراف سے آلام و مصائب، آفات و مشکلات نے گھیرنا شروع کیا، محلات کو چھوڑ کر پہاڑوں کی دشوار زندگی اختیار کرنے کی نوبت آپڑی تو ان پیٹ کے پجاریوں نے طالبان کو چھوڑ کر امریکہ کی گود پناہ لینے کو بہتر سمجھا۔کیونکہ انہوں نے تحریک طالبان میں شمولیت ہی جاہ و منصب و کرسی حاصل کرنے کے لیے کی تھی۔حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو مجاہدین کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لیے امریکہ استعمال کرتا ہے۔

امریکہ کو افغانستان میں اپنی شکست کا یقین ہو چکا ہے۔اس لیے وہ اس کے لیے بہترین سیکولر نعم البدل تلاش میں ٹامک ٹوئیاں کر رہا ہے تاکہ وہ افغانستان میں اس کے جاری مقاصد، اہداف کو بخوبی انجام دے سکیں۔اور تلاش بسیار کے بعد یہ جماعتیں یہ شخصیات امریکہ کو ملی ہیں اور امریکہ کی آخری کوشش یہ ہے کہ ان کی آبیاری کر کے وطن واپسی پر اپنا صالح جانشین بنا سکے۔

امید ہے کہ افغانستان کے غیور اور اسلام پسند عوام حسب سابق ان کو یکسر مسترد کریں گے۔کیونکہ ان کو ان کے کفر و ارتداد اور امریکہ اور صہیونیوں کے حلیف اور لادین و لامذہب و سیکولر ہونا معلوم ہے۔

یہ بھی بعید نہیں کہ امریکہ اور اہل مغرب افغانستان میں لادین اور سیکولر جماعتوں کا باہمی اتفاق و اتحاد کرائیں تاکہ وہ مل جل کر اس کے جانے کے بعد طالبان کا مقابلہ کر کے اس کے استعماری مقاصد کو انجام دے سکیں۔جیسا کہ انہوں نے یہ پالیسی ان اسلامی ممالک میں اپنائی جہاں استعماری قوتوں کو بالآخر کوچ کرنا پڑا۔مجاہدین اسلام کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کی استعماری چالیں اور اغراض و مقاصد کو سمجھیں اور ان کو ناکام و نامراد بنانے کے لیے مناسب تدبیر سوچیں۔

بقیہ از: صوبہ بدخشان کے جہادی حالات کا مختصر جائزہ

صوبہ بدخشان کے مجاہدین کا کہنا ہے کہ اس صوبے کے 80 فیصد لوگ مجاہدین کے شدید حامی ہیں اور انہوں نے دشمن سے مکمل قطع تعلق کر رکھا ہے۔اسی لیے اب تک دشمن نے جتنی کوششیں کیں یا فوجی کارروائیاں کی ہیں ان کے لیے ممکن نہیں ہوا ہے کہ مجاہدین کے جہادی نفوذ کے سامنے کوئی رکاوٹ کھڑی کر سکیں۔جب ہم نے بدخشان کے ایک جہادی ذمہ دار سے پوچھا کہ گذشتہ سال کی بنسبت اس سال بدخشان میں مجاہدین کے نقصانات زیادہ ہوئے ہیں اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

موصوف کا کہنا تھا کہ اصل میں وہاں جہادی کارروائیاں زیادہ ہوگئی ہیں۔تو جس طرح فتوحات کے ساتھ قربانی بھی دینی پڑتی ہے اس لیے قربانیاں بھی زیادہ ہوگئی ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو سب جانتے ہیں۔گذشتہ سال ایسا بھی ہوا کہ ہمارے 9 ساتھی ضلع ارگو میں دشمن کے چھاپوں میں شہید ہوگئے۔اسی طرح شہر بزرگ میں چند مجاہدین دشمن کی بمباریوں میں شہید ہوگئے۔ان دو واقعات کے علاوہ کوئی زیادہ نقصانات نہیں ہوئے ہیں۔البتہ وہ جو جنگوں میں روزانہ کی بنیاد پر جنگی نقصانات ہوتے ہیں وہ تو ناقابل انکار حقیقت ہیں۔

مولوی احسان اللہ شہید رحمہ اللہ

مولوی احسان اللہ احسان شہید مولوی آغا محمد کے بیٹے اور مولوی میرزا محمد کے پوتے تھے۔1381 ہجری قمری سال کو صوبہ زابل کے وسطی علاقے میں سلیم کے گاؤں میں ایک مذہبی علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔مولوی احسان اللہ احسان شہید کے دادا کا شمار صوبہ قندہار کے مشہور جہادی اور علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔موصوف نے انگریزوں کے خلاف افغانوں کی جنگ میں نمایاں حصہ لیا۔اسی لیے وہ قندہار اور سرحدی صوبہ سپین بولدک میں انگریزی تسلط کے خلاف جنگوں میں پیش پیش رہے۔انہیں علاقوں میں سے کسی ایک علاقے میں وہ ایک جنگ میں زخمی ہوگئے۔جس کے باعث وہ ایک پاؤں سے ہمیشہ کے لیے معذور بھی ہوگئے، بعد میں افغانستان کے لوگوں میں یہی معذوری ان کی وجہء پہچان بن گئی۔

تعلیم:

مولوی احسان اللہ احسان شہید بچپن ہی سے فطری طور پر ذہین وفطین واقع ہوئے تھے، ان کی ذہانت کی وجہ سے ان کے والد نے بچپن ہی سے ان کے علم اور تربیت پر توجہ دی ہوئی تھی۔ پہلے پہل ان کو گھر ہی میں ابتدائی تعلیم دینی شروع کردی، بعد میں علوم شریعت کے حصول کے لیے دارالہجرت کے شرعی مراکز اور مدارس کی طرف انہیں بھیج دیا۔دار ہجرت کے مختلف دینی مدارس میں انہوں نے انتہائی جانفشانی اور محنت سے اپنی پڑھائی جاری رکھی یہاں تک کہ ہجری قمری ؟ سال کو شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالواحد صاحب سے دورۂ حدیث کی سند لے کر فارغ التحصیل ہوگئے۔

جہادی زندگی:

مولوی احسان اللہ احسان شہید رحمہ اللہ ابھی اپنی تعلیمی زندگی کے ابتدائی مراحل میں تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں نے ایک فوجی ڈکٹیٹر کے ذریعے عنان اقتدار سنبھالی۔کمیونسٹوں کے تسلط کے خلاف اسلام پسند افغانوں نے اسلامی جہاد کا آغاز کردیا۔اس مقدس جہاد میں افغانوں نے بے مثال غیرت اور بہادری کے ساتھ حصہ لیا۔لیکن اس جہاد کی قیادت کی ذمہ داری بہرحال علماء کے کندھوں پر تھی۔مولوی احسان اللہ شہید کا تعلق بھی چونکہ ایک علمی اور جہادی خاندان سے تھا جو اپنے علاقے کی سطح پر ایک جہادی اور علمی خاندان کی حیثیت سے جانا جاتا تھا، اس لیے انہوں نے روس کے خلاف جہاد کو دوسروں سے بڑھ کر اپنی ذمہ داری سمجھا۔

موصوف نے اسی دینی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے پہلی مرتبہ صوبہ زابل کے وسطی اضلاع میں مقیم شہید رحمہ اللہ کے زیر قیادت غاصب روسیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔اس کے بعد وہ صوبہ ہلمند گئے۔ وہاں بھی انہوں نے اس صوبے کے مختلف محاذوں پر کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ ہلمند میں مختلف جہادی تیکنیکوں کا خوب تجربہ ہونے کے بعد وہاں سے صوبہ زابل آگئے جہاں انہوں نے ایک مضبوط اور فعال جہادی محاذ کی بنیاد رکھی۔

یہ زابل کے وسطی ضلع "ارغسو غرہ" کا علاقہ تھا جہاں ان کے ساتھی مولوی عبدالظاہر بھی ان کے ہمراہ تھے۔مولوی احسان اللہ شہید اپنے تاسیس کردہ محاذ میں مجاہدین کی فوجی اور عسکری تربیت کے ساتھ دعوتی حلقے، فکری تربیت اور اسلامی ثقافت کے درسوں کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ وہ اپنے مجاہدین کی فوجی ٹریننگ کے ساتھ علمی اور فکری لحاظ سے الحاد اور بے دینی کے خلاف جہاد اور مزاحمت کی تربیت دے کر علم اور سمجھ کے ہتھیار سے انہیں مسلح کرتے۔

تحریک طالبان کی تاسیس میں شہید احسان کا کردار

مئی 1994ء کو جب ملک میں امارت اسلامی کی قیادت کی جانب سے طالبان کے نام سے اسلامی تحریک کی ابتداء ہوئی تو مولوی احسان اللہ شہید رحمہ اللہ ان ابتدائی لوگوں میں سے تھے جو پورے اخلاص کے ساتھ تحریک کے

موسس کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوگئے اور اپنی انتھک محنت سے ان کا بھر پور ساتھ دیا۔تحریک کے اسی اوائل میں انہوں نے اپنے علاقے کے سارے کمانڈروں اور عام لوگوں کو ترغیب دے کر رضا کارانہ طور پر مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر راضی کر دیا اور صرف ہتھیار ڈالنے نہیں بلکہ طالبان کی صفوں میں کھڑے ہو کر ایک خالص اسلامی حکومت کے قیام کے لیے قربانیاں دینے پر بھی راضی کیا کرتے تھے ۔ یہی وجہ تھی احسان شہید کی ان حکیمانہ کوششوں کی برکت سے علاقے کے سارے لوگ اس بات پر تیار ہوگئے کہ وہ آ کر تحریک سے مل جائیں۔اس عوامی حمایت کے نتیجے میں طالبان کے لیے یہ ممکن ہوا کہ ضلع ڈنڈ سے ضلع سپین بولدک تک پہنچ جائیں اور سپین بولدک کا کنٹرول سنبھال لیں۔

صوبہ قندہار پر طالبان کا کنٹرول مستحکم ہونے کے بعد امارت اسلامی کی قیادت کی جانب سے مولوی احسان شہید 1994ء/ 11/05 کو زابل اور غزنی کے اضلاع کے جہادی کمانڈروں کی طرف مذاکرات کے لیے بھیجا گیا کہ وہ بھی آ کر طالبان کی صفوں میں شامل ہوجائیں ۔ موصوف نے ان صوبوں کے علماء اور جہادی کمانڈروں کے ساتھ مسلسل ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد انہیں اس بات پر تیار کر لیا کہ وہ طالبان کی صفوں سے آ کر مل جائیں۔ جنہوں نے صرف اور صرف الٰہی نظام کے نفاذ اور ملی خود مختاری وحاکمیت کے لیے اسلحہ اٹھایا تھا اور بہت کم وقت میں ملک کا جنوب مغربی حصہ ان کے کنٹرول میں آ گیا۔

مرحوم احسان صاحب کو 26 جنوری 1996 کو غزنی پر طالبان کے قبضے کے بعد تحریک کی قیادت کے جانب سے ملک کے جنوبی صوبوں کے تصفیے کے لیے گردیز اور خوست کی جانب بھیجا گیا۔موصوف نے صوبہ پکتیا میں ایک اجتماع میں شرکت کی۔ یہ اجتماع پکتیا میں طالبان کی آمد کے سلسلے میں منعقد کیا گیا تھا۔اس اجتماع میں انہوں نے پکتیا اور سارے جنوبی صوبہ جات کے مسلمانوں اور وہاں کے باسیوں کو تحریک اسلامی طالبان کے اہداف اور اغراض انتہائی تفصیل سے بتائے۔اس کے بعد وہ ضلع خوست کی جانب گئے، جہاں جنوبی صوبوں کے عمومی جہادی مسئول مشہور جہادی ، علمی اور سیاسی شخصیت الحاج مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے زیر قیادت لڑنے والے

مولوی احسان شہید رحمہ اللہ ایک متفوق عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک وسیع النظر سیاسی مفکر بھی تھے۔ان کے پاس امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل کے لیے انتہائی مناسب اور قابل عمل منصوبے تھے ۔ان کے ہاں عالمی امن کے قیام اور فتنہ وفساد کے خاتمے کے لیے مفسدین اور منکرین کے خلاف جہاد ہی موثر ذریعہ اور وسیلہ تھا۔

وہ ہر کسی کو وصیت کرتے کہ منکرین حق سے بہترین اسلوب اور حکیمانہ طریقے سے مجادلہ کرو۔تقویٰ اور روحانیت کو اسلامی دعوت اور مبارزت کی کامیابی کا اساس قرار دیتے۔

مجاہدین کی جانب سے ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ وہاں بھی انہوں نے طالبان کے استقبال کے سلسلے میں منعقدہ اجتماع سے طالبان تحریک کے اہداف واغراض مفصل انداز میں بیان کئے ۔اپنی تقریر میں انہوں نے خوست کے مجاہد عوام سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک مقتدرہ متحدہ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے تحریک طالبان کی پشت پر کھڑے ہوجائیں اور ان کی مدد کریں۔

یہی وہ وقت تھا جب سارے مجاہد اور غیور عوام اپنے مجاہد قائد الحاج جلال الدین حقانی کی رہنمائی میں طالبان تحریک کی صفوں میں شامل ہوگئے ۔اور سارے مجاہدین علی الاعلان عملی طور پر طالبان کی حمایت کے لیے کھڑے ہوگئے ۔جنوبی علاقوں میں پکتیا، پکتیکا اور خوست کے صوبے احسان شہید کی انتھک کوششوں اور علمی بیانات کے ذریعے طالبان کے کنٹرول میں آنے کے بعد انہیں تحریک کی قیادت کی جانب سے مغربی زون میں صوبہ ہرات کی طرف بھیجا گیا۔ ہرات میں بھی انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ ہرات کے ان عوامی اجتماعات میں جو طالبان تحریک کی حمایت میں منعقد کیے جاتے ہیں ان میں شرکت کریں اور اپنے پرجوش اور عالمانہ بیانات سے ہرات کے علم دوست اور مجاہد صفت عوام میں سے تحریک کے ہمنوا پیدا کریں۔

مولوی احسان شہید رحمہ اللہ، اللہ کی عطا کردہ علمی استعداد کی بدولت ایسی فصاحت اور معقول استدلال کی قوت کے مالک تھے کہ انتہائی منطقی طریقے سے ہر کسی کو مطمئن کر سکتے تھے ۔ وہ دعوت کے بہترین اسلوب کے ذریعے

انتہائی آسانی سے مخاطب کو اپنا موقف سننے پر راضی کر سکتے تھے۔اس دوران مولوی احسان اللہ شہید تحریک کی قیادت کی جانب سے صوبہ ہرات کے سرپرست گورنر کی حیثیت سے بھی ذمہ دار مقرر کیے گئے تھے۔لیکن وہ ہمیشہ جہاد پرور عوام کے عوامی اجتماعات میں علاقے کے ایک باسی شخص کی طرح شریک ہوتے اور اپنے لیے کوئی امتیاز پسند نہ فرماتے۔

امارت اسلامی کی قیادت نے1996/9/11ءکو جب ملک کے مشرقی علاقے کے تصفیے کے لیے طالبان کی جماعتیں ننگرہار، کنڑ اور لغمان کے صوبوں کی طرف بھیجیں اس وقت بھی مولوی احسان اللہ احسان صاحب کو ایک داعی، صلح جو عالم ترجمان اور رہنما کی حیثیت سے وہاں بھیجا گیا۔احسان شہید رحمہ اللہ نے وہاں بھی اپنی ذمہ داری خوب نبھائی۔انہوں نے مشرقی زون کے مجاہد اور غیور لوگوں کو اپنے پر حکمت بیانات کے ذریعے طالبان تحریک کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا اور انہیں طالبان کی حمایت پر آمادہ کیا۔صوبہ ننگرہار پر طالبان کے قبضے کے بعد وقتی طور پر مولوی احسان وہاں کے سرپرست گورنر کی حیثیت سے مقرر کیے گئے۔مولوی احسان صاحب اس وقت تک وہاں رہے جب تک ملک کا دارالحکومت کابل طالبان کے دائرہ کنٹرول میں نہ آیا۔کابل پر طالبان کے قبضے کے بعد قیادت کی جانب سے مولوی احسان شہید رحمہ اللہ کابل کے مرکزی بینک افغانستان بینک کے گورنر مقرر کیے گئے۔

احسان شہید رحمہ اللہ کی جامع شخصیت اور ان کی علمی بصیرت:

مولوی احسان شہید رحمہ اللہ ایک متفوق عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک وسیع النظر سیاسی مفکر بھی تھے۔ان کے پاس امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل کے لیے انتہائی مناسب اور قابل عمل منصوبے تھے۔ان کے ہاں عالمی امن کے قیام اور فتنہ وفساد کے خاتمے کے لیے مفسدین اور منکرین کے خلاف جہاد ہی موثر ذریعہ اور وسیلہ تھا۔

وہ ہر کسی کو وصیت کرتے کہ منکرین حق سے بہترین اسلوب اور حکیمانہ طریقے سے مجادلہ کرو۔تقوی اور روحانیت کو اسلامی دعوت اور مبارزت کی کامیابی کا اساس قرار دیتے۔مجاہدین کے ایک معروف رہنما ابوالليث الليبي رحمہ اللہ حضرت شہید رحمہ اللہ کو دوسرا سید قطب کہتے اور ہمیشہ ان کے پشتو اور فارسی خطبات اور بیانات انتہائی توجہ سے سنتے۔

مولوی احسان اللہ شہید رحمہ اللہ کی شہادت

1998/5/24ءکو شمالی زون کے کچھ صوبے فاریاب، جوزجان، مزارشریف، سمنگان، بغلان اور قندوز طالبان کے کنٹرول میں آ گئے۔شہید مولوی احسان اللہ شہید رحمہ اللہ بھی ان طالبان کے ساتھ وہاں موجود تھے۔موصوف چاہتے تھے کہ شمالی علاقے بھی جنوبی، جنوب مغربی اور مشرقی علاقوں کی طرح مصالحت اور امن کے ساتھ کنٹرول میں آ جائیں تاکہ جنگ زدہ افغان عوام اب صلح اور بھائی چارے کی فضا میں ایک خوشگوار زندگی گذار سکیں۔لیکن ملک کی خودمختاری اور اسلامی اقتدار کے قیام کے دشمنوں کو یہ ہرگز منظور نہ تھا۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ افغان عوام ایک خالص اسلامی مرکزی حکومت کے سائے میں پرامن اور خوشحال زندگی کے مالک بن جائیں۔

یہی وہ وقت تھا جب کمیونسٹ جنرلوں کے ذریعے افغانستان اور اسلام کے دشمن قوتوں نے ایک سازش تیار کی۔اسی سازش کے ذریعے انہوں نے شمالی علاقوں میں طالبان کے خلاف بغاوت شروع کر دی۔طالبان ان علاقوں کے لوگوں اور ان علاقوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس قابل نہ ہو سکے کہ بغاوت کے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں اور فوری طور پر بغاوت کو فرو کر دیں۔اس عوام دشمن بغاوت میں جس کی قیادت ایک کمیونسٹ جنرل، جنرل مالک کر رہے تھے ہزاروں حریت پسند اور صلح جو طالبان مجاہدین شہید کیے گئے۔امارت کی جانب سے زندہ بچ جانے والے مجاہدین کو پیچھے نکل جانے کا حکم ہوا۔مولوی احسان شہید رحمہ اللہ اس وقت مزارشریف کے شہر میں موجود تھے۔امارت اسلامی کی جانب سے پیچھے نکل جانے کے حکم کے بعد انہوں نے مزارشریف سے دشت شادیان کے راستے نکل جانے کا ارادہ کیا۔جہاں بعد میں صوبہ بلخ کے مضافات میں ضلع چارکنت پہنچنے پر راستے میں مخالفین کے مورچہ بند حملے میں1997/5/27ءکو شہید ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دینی مدارس اور اسرائیلی سکولز سے متعلق اقوام عالم کا انصاف؟

شہید زوی

مدرسہ وہ جگہ ہے جہاں کسی تحریف، تغیر اور تبدیلی کے بغیر شرعی علوم اپنی اصلی صورت میں پڑھائے جاتے ہیں، جہاں دین کا حقیقی مفہوم بیان ہوتا ہے یہ مدرسہ درس کی شکل میں ایک سادہ سا حلقہ ہوتا ہے یا کسی جامعہ اور بڑے تعلیمی مرکز کی صورت میں ایک منظّم پروگرام۔ ہمارا پہلا مدرسہ کونسا تھا؟ اور اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ پھر پوری دنیا میں اس کی جڑیں اور شاخیں کیسے پھیل گئیں؟ انسانی شعور کی بیداری اور ارتقاء میں اس کا کیا حصہ ہے؟ اس نے انسانی معاشرہ کو وحشت اور جہالت کی تاریکیوں سے نکالنے کے لیے کون کون سے انقلابی اقدامات اٹھائے؟ انسانی تہذیب وتمدن کے عروج میں اس کا کردار کیا تھا؟ اس نے انسانی معاشرے کو مادی اور اخلاقی ترقی دینے والی کتنی عظیم المرتبت مہذب شخصیات فراہم کیں؟ انسان کو رذیل صفات، غلط عادات اور حیوانیت سے نکالنے اور انسانوں کو انسانیت سکھانے کے لیے کتنی کوششیں کیں؟ اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اس کے خیالات کیا تھے؟ یہ بہت دلچسپ سوالات ہیں جن کا جواب انتہائی ضروری ہے۔ یہ انتہائی اہم موضوع ہے، اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ تقریباً 4 سال قبل میں نے اس کے لکھنے کا اردہ کیا تھا اور اس کے لیے مواد جمع کرنے کا آغاز بھی کیا تھا، لیکن افسوس ہے کہ انتہائی مصروفیات کے باعث اب تک اس میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اللہ تعالی سے توفیق کا طلبگار ہوں، امید ہے بہت جلد یہ کوششیں رنگ لے آئیں گی۔

موضوع سے ہٹ جانے اور بات لمبی ہونے کے خوف سے مختصراً اتنا کہہ دیتا ہوں کہ انسانی معاشرے کو درپیش بڑی بڑی رکاوٹوں کے باوجود ہمارے دین کی اشاعت، شرعی احکام کی حفاظت، اسلامی تہذیب کے تحفظ اور اغیار کی ثقافتی یلغار کا دفاع ان ہی مدارس نے کیا ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایک حد تک دین داری اور دینی جذبہ اگر ہے تو یہ بھی ان ہی مدارس کے وجود اور ان کے فعال کردار کا مرہون منت ہیں۔ پوری مغربی دنیا اور خاص کر یہودی چونکہ مسلمانوں کے لیے مدارس کے وجود کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں اور مسلمانوں سے زیادہ انھیں ان ساری چیزوں کا احساس ہے، اسی لیے تو یہ لوگ ہمارے مدارس کے پیچھے پڑگئے ہیں اور الزام لگاتے ہیں کہ یہ بنیاد پرستوں اور دہشت گردوں کے تربیتی اڈے ہیں۔

جہاد جو ہمارے رب کا حکم اور اسلام کا ایک عظیم رکن ہے اس لئے ظاہر ہے کہ ہمارے مدارس میں طلبہ کو صوم وصلوۃ، حج وزکوۃ کی طرح اس رکن کے احکامات بھی بتائے جاتے ہیں، اس کی اہمیت اور ضرورت بتائی جاتی ہے، جن اخلاقی حدود وقیود میں یہ رکن ملفوف ہے ان سب کی تعلیم دی جاتی ہے، انہی مدارس میں جہاد اور فساد کے درمیان فرق کرنے والے نکات کی نشاندہی بھی کرائی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان مدارس میں پڑھنے والا ہر طالب علم نماز کی طرح جہاد کو بھی اپنے رب کا فریضہ سمجھتا ہے، ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ غاصبوں اور جارحین کے خلاف جاری جہاد کی قیادت اور لڑنے والے مجاہدین کی اکثریت ان مدارس کے طلبہ کی ہے۔ مختصر یہ کہ جہاد میں طلبہ کی عملی طور پر مصروفیت اور مدرسے اور جہاد کے درمیان نظریاتی تعلق سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اسلامی ممالک کی حکومتوں کی اجازت ہوتی اور مدارس میں جہاد کی عملی تربیت بھی ہوتی تو یہ بھی ایک مناسب کام ہوتا، مگر حالات اور دیگر تنگیوں، حکومتوں کی جانب سے اجازت نہ ہونے، شہروں اور گنجان آبادی والے علاقوں میں واقع ہونے اور دیگر انتظامی مشکلات کے باعث ہمارے مدارس میں جہاد کی عملی تربیت تقریباً ناممکن ہے، دنیا کے کسی کونے میں بھی کوئی ایسا مدرسہ نہیں دکھایا جاسکتا جہاں جہاد کی عملی تربیت ہوتی ہو۔

اب تو حالات انتہائی ناموافق ہیں، روس کے خلاف جہاد کی تو تقریباً ساری دنیا کی جانب سے حمایت کی جاتی تھی اور ساری دنیا چاہتی تھی کہ

مسلمانوں میں جہادی نظریے کی پختگی اور اشاعت کے لیے مدارس اپنا بھرپور کردار ادا کریں، اس وقت مدارس کو اپنی حکومتوں کی جانب سے کوئی مشکلات بھی نہ تھیں۔ پھر بھی کسی مدرسے میں جہاد کی عملی تربیت کی کسی کو ضرورت پیش نہیں آئی۔اور اب جب اپنی حکومتوں اور دنیا بھر کی انٹیلی جنس اداروں کی جانب سے مدارس کی سخت نگرانی ہوتی ہے اورانہیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تواب کیسے عملی تربیت ممکن ہوسکتی ہے ؟۔

اس کے باوجود امریکا اور دیگر مغربی دنیا سب یک زبان ہوکر بار بار یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دینی مدارس دہشتگردی کی تربیت کے مراکز ہیں، یہیں پر جہاد کی عملی تربیت ہوتی ہے، یہاں طلبہ کو دیگر مذاہب اور فرقوں سے نفرت کا درس دیا جاتا ہے اورانہیں بتایا جاتا ہے کہ روئے زمین پر مسلمان کے علاوہ کسی کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ میں دینی مدارس کے خلاف اتنا پروپیگنڈا ہوا کہ غیر مسلم تو غیر مسلم اب بہت سے مسلمان بھی مدارس کے خلاف ہوگئے ہیں اور مدارس کی خوشحالی اور ترقی کی بجائے اس کے خاتمے کے خواہشمند ہیں۔

یہی مغرب........جہاں دن رات ہمارے مدارس کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اوران کے ختم کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں.........ان اسرائیلی تعلیمی اداروں کے بارے میں بالکل خاموش ہے جہاں طلبہ کوانسانیت سے نفرت کا درس دیا جاتا ہے اوران کی باقاعدہ عسکری تربیت کی جاتی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ میں غلطی سے بھی ان کا تذکرہ نہیں ہوتا۔ اسرائیل کے سکولوں میں بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ آل اسرائیل یا بنی اسرائیل حقیقی انسان ہیں ان کے علاوہ سب وحشی حیوان ہیں، ان کی شکلیں انسانوں کی ہیں لیکن ان کی روحیں پلید جانوروں کی ہیں۔ یہ سب یہودیوں کی خدمت کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہودیوں کی خدمت کریں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کو قتل کردیا جائے، ان کا ایک دودھ پیتا بچہ بھی زندہ نہ چھوڑا جائے کیوں کہ سانپ کا بچہ بڑا ہوکر سانپ ہی بنتا ہے،اور یہ ساری تعلیمات ان کے مذہبی اور اجتماعی تربیتی سلسلے کا حصہ ہیں۔سکولوں میں پڑھنے والوں کو بتایا جاتا ہے انسانی شکلوں میں ان باغی جانوروں کو قتل کرنا اسرائیلیوں کی ذمہ داری ہے اس لیے ہر اسرائیلی مرد ہو یا عورت اسے رسمی یا غیر رسمی طور پر فوجی ہونا چاہیے۔

اسرائیل کے پہلے صدر ڈیوڈ بن گوریان نے خوب وضاحت کے ساتھ کہا تھا کہ "اسرائیل صرف اور صرف ایک فوجی معاشرہ ہے"۔بن گوریان نے جس طرح کہا بالکل اسی طرح تقریبا 7 دہائیوں کی کوششوں کے نتیجے میں اب اسرائیلی معاشرہ جنگ وجدل کو پسند کرنے والا ایک ظالم عسکری معاشرہ بن چکا ہے اور فوجی رنگ اس پر بہت غالب ہے۔ بسوں، گاڑیوں، ہر دفتر کے سامنے اور ہر گلی میں فوجی موجود ہوتا ہے۔تمام اداروں کی سربراہی فوجی آفیسرز کرتے ہیں، ہر شخص کا مزاج عسکری ہے اور ہر ایک فرد خود کو فوجی سمجھتا ہے۔ ارنیکزین نامی ایک اسرائیلی مصنف لکھتے ہیں کہ اسرائیل میں تعلیمی نصاب ایسا بنا ہوا ہے کہ ہر یہودی بچپن سے عسکری زندگی سے جنون کی حدتک محبت کرنے لگتا ہے اور سارے انسانوں کے خلاف جنگ کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھنے لگتا ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں سب سے پہلے یہ درس دیا جاتا ہے کہ ہر یہودی اللہ تعالی کی موعودہ زمین پر اللہ کا خاص اور امتیازات سے بہرہ مند بندہ ہے اور یہود کے علاوہ سب goyam (غیر انسانی مخلوق) ہیں۔ان کی روحیں حیوانوں کی ہیں، یہ یہودیوں کی خدمت اوران کی لذت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہود کی ذمہ داری ہے کہ گویم کو مقدس زمین سے دور رکھیں۔اگر غور کیا جائے تو لگتا ہے صہیون ازم تعلیمی نصاب کا حصہ نہیں بلکہ تعلیمی نصاب صہیون ازم کا حصہ ہے۔حیفہ کے ایک سکول کے استاد ایلی بویونا نامی ایک یہودی استاد نے لکھا ہے کہ ہمارے نصاب میں عرب اسرائیل جنگ کو ایک نہ ختم ہونیوالی جنگ سمجھا گیا ہے جس کے باعث امن لانے اور مسائل کے حل میں بہت بڑی رکاوٹیں پیدا ہوگئی ہیں اس نصاب کی بنیاد صہیونیت پر قائم ہے، جو سارے عرب اور خصوصا فلسطینیوں کے خلاف نفرت بڑھاتا ہے۔اس نصاب میں فلسطینیوں کو شر پسند، انتہاء پسند اور حیوانی نسل قرار دیا گیا ہے۔ سگرولھین نامی یہودی مصنف اس کا اعتراف کرتا ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ عرب مسلمان گویم ہیں۔ یورپین ہمارے سامی دشمن اور سوشلسٹ پسماندگی کے نمائندے ہیں۔اسرائیل کے تعلیمی نصاب کے مذہبی حصے میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے پیغمبروں کو حکم دیا ہے کہ گویم یعنی غیر یہودی انسانوں کو قتل کردیں۔ مرد ہوں یا عورتیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، بلاتفریق مارے جائیں۔ان کی

فصلیں، باغات اور گھر جلا دیے جائیں۔اس کے لیے دلیل کے طور پر عہد نامہ عتیق میں میموئیل اور شاہ ساول کے اختراعی قصے پیش کیے جاتے ہیں۔ان من گھڑت قصوں میں یہ بھی آیا ہے کہ گویم کے خلاف یہودیوں کی لڑائی میں خدا یہود کی مدد کے لیے مقابل پر آگ اور پتھر کی بارش برساتے ہیں یہودی بچے جب یہ اور اس طرح کی دیگر چیزیں تعلیمی اداروں میں پڑھتے ہیں تو شعوری عمر کو پہنچتے پہنچتے ان کا یہ عقیدہ بن جاتا ہے کہ یہود کے علاوہ سارے لوگوں کو مارنا ان کا مذہبی فریضہ ہے۔

دلچسپ بات تو یہ کہ یہود کے عقائد کے مطابق اب بھی اللہ جل جلالہ اپنے خاص بندوں سے ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ خاص بندے (ربی) یہود کے مذہبی رہنما ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اللہ انہیں حکم دیتا ہے کہ آگے بڑھو اور عربوں کو قتل کرو۔ یہود کے مذہبی رہنما اسی عقیدے کی رو سے مسلسل ایسے فتوے جاری کرتے ہیں جن میں فلسطینیوں کے قتل عام کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہو بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ اسرائیل کے سابقہ بڑے ربی (مذہبی پیشوا)" مرداخاہی ایلیاہو "نے کچھ عرصہ پہلے یہ فتویٰ جاری کر دیا تھا کہ فلسطینیوں کا قتل یہودیوں کی مذہبی ذمہ داری ہے۔کچھ عرصہ پہلے "ایلیازار ملمدہ "نامی ایک یہودی ربی نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ اسرائیلیوں پر فرض ہے کہ فلسطینیوں کی فصلیں اور باغات جلا دیں۔ ان کے جانور ختم کر دیں۔ان کے چشموں میں زہر ڈال دیں۔ستمبر 2005ء میں ڈف لیز کی سربراہی میں اسرائیل کے بلند مرتبہ مذہبی رہنماؤں نے ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس میں اس وقت کے وزیر اعظم ایریل شیرون کو نہ صرف یہ اجازت دی گئی تھی بلکہ ان پر زور دیا گیا تھا کہ فلسطینیوں کے سارے گاؤں کو نشانہ بنا دے جیسا کہ خدا شاہ ساول اور شاہ داود (نعوذ باللہ من ذلک) کا حکم ہے کہ چھوٹے بڑے کی تفریق کے بغیر سارے گویم کا قتل عام کیا جائے۔ اسرائیل کے مذہبی پیشوا جو فتویٰ جاری کرتے ہیں وہ پھر قانونی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور نصاب کا حصہ بن جاتے ہیں۔یہود کے مذہبی پیشوا یہودیوں کو یہ بھی کہتے ہیں کہ جو یہودی عرب مسلمانوں کے قتل عام میں کامیاب ہو جائے وہ ولایت کے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

باروخ گولڈسٹین جس نے 1994ء میں مسجد ابراہیمی میں فلسطینیوں پر اس وقت فائرنگ کی جب وہ سجدے میں تھے.........اس واقعے میں 29 افراد شہید اور کئی زخمی ہو گئے........اسرائیلی مذہبی رہنماؤں نے یک زبان ہو کر اس شخص کو ولایت کے بلند مرتبے پر پہنچا دیا۔اس کی سیرت پر کتابیں لکھی گئیں۔ اور آج " قریات اربع "نامی مقبوضہ علاقے میں اس کی قبر پر جوق در جوق یہودی مرد اور عورتیں اس لیے آتی ہیں کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کی وجہ سے یہودی مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کے کہنے پر وہ بہت بڑا ولی بن گیا ہے۔

ہر اسرائیلی تعلیمی ادارے کے طلبہ کو سال میں کئی مرتبہ فوجی مراکز اور محاذوں کا وزٹ کرایا جاتا ہے تاکہ ان کے مزاج میں عسکریت پسندی خوب راسخ ہو جائے، انہیں ہر طرح کے اسلحوں کی پہچان ہو جائے اور اپنے ملک کی عسکری طاقت کا غرور ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ جو طلبہ اسلحہ سیکھنے کے قابل ہوتے ہیں انہیں ہر قسم کے بڑے اور چھوٹے اسلحہ کا چلانا سکھایا جاتا ہے۔ان سے نشانہ بازی کروائی جاتی ہے اور انہیں مصنوعی جنگوں میں شریک کیا جاتا ہے۔ایک طرف فلسطینی مسلمان مجاہدین فرض کر لیے جاتے ہیں اور دوسری طرف اسرائیلی فوجی، اور پھر فلسطینیوں پر غلبے کی مصنوعی صورت پیش کی جاتی ہے، تاکہ بچوں کے حوصلے بلند ہو جائیں۔ جب غزہ یا فلسطین کے دیگر علاقوں پر بمباری کی جاتی ہے تو اس وقت بھی تعلیمی اداروں کے طلبہ کو ان مراکز پر بلایا جاتا ہے۔انہیں بڑے بڑے بم دکھائے جاتے ہیں، ان سے فلسطینی مسلمانوں کے لیے ان بموں پر مختصر مگر دردناک پیغام لکھوائے جاتے ہیں۔اسرائیلی فوج کی جانب سے جب فلسطینی مسلمانوں پر کوئی بڑا حملہ ہو جاتا ہے تو حملے کے بعد تعلیمی اداروں کے طلبہ اسرائیلی فوجیوں کو مبارکباد کے پیغام بھیجتے ہیں کہ انہوں نے خدا کے محبوب بندوں (یہودیوں) کے دشمنوں کو قتل کیا ہے۔ جنگ میں جو فوجی خوب وحشت اور درندگی دکھاتے ہیں انہیں ان تعلیمی اداروں میں بلایا جاتا ہے تاکہ طلبہ کو اپنی بہادری اور دشمن پر غلبے کے واقعات سنائے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے تاکہ اسرائیل میں سکولوں اور تعلیمی اداروں کا مزاج عسکری رکھا جائے۔

تعلیمی اداروں کے ڈائریکٹرز اور پرنسپلز فوجی افسر یا موساد کے سابقہ سربراہ مقرر کیے جاتے ہیں۔اسرائیل کی وزارت تعلیم و تربیت میں Tsafta نامی دار المعلمین اسی مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔اس دار المعلمین میں صرف فوجی افسروں اور موساد کے سابقہ رہنماؤں کو تربیت دی جاتی ہے تاکہ ان میں

ایک اچھے استاد اور پرنسپل کی قابلیت پیدا ہو جائے۔

اس کے ساتھ اسرائیل میں "یشووت ھاسادیر" کے نام سے ایک فوجی مذہبی ادارہ بھی قائم ہے، اس ادارے کی سربراہی اسرائیل کے مذہبی رہنما یعنی ربی کرتے ہیں۔ اس ادارے میں مختلف اداروں کے فضلاء لائے جاتے ہیں جہاں انہیں فوجی اور نسلی برتری کا درس دیا جاتا ہے۔ ان اداروں کے اخراجات وزارت دفاع اٹھاتا ہے لیکن یہ ادارے وزارت دفاع کے کنٹرول اور ماتحتی میں نہیں ہیں۔ تقریباً یہ سارے ادارے بیت المقدس اور فلسطینیوں کے تازہ مقبوضہ علاقوں میں قائم ہیں تاکہ ان کے شاگرد فلسطینی مسلمانوں کے خلاف عملی کارروائیوں میں آسانی سے حصہ لے سکیں۔

جب فلسطینیوں کے ساتھ صلح کی باتیں سامنے آتی ہیں تو اس کی مخالفت سب سے پہلے انہیں اداروں کی جانب سے سامنے آتی ہے۔ بنظر انصاف دیکھا جائے تو اسرائیل کا چھوٹا بڑا ہر تعلیمی ادارہ درحقیقت دیگر مذاہب کے خلاف نفرت پھیلانے والا، یہودی نسل میں دوسرے لوگوں پر فوقیت کا ذہن پھیلانے اور دہشت گردی کی تربیت کرنے والا مرکز ہے۔

لیکن حیرت اقوام متحدہ، امریکا اور سارے مغرب کی انصاف پر ہے جس نے یہ سب دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں بند رکھی ہوئی ہیں۔ ان سب کے باوجود فلسطینی شرپسند ہیں اور اسرائیل امن پسند اور صلح جو ہے۔ اسرائیل کی ساری وحشتیں اور انسان دشمن اقدامات ان کا حق سمجھا جاتا ہے اور انہیں اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن اگر مسلمان اپنا حق مانگنے کے لیے کمزور سی آواز بھی اٹھاتے ہیں اور یا اپنے دین، اپنی جان یا اپنی سرزمین اور ناموس کے تحفظ کے لیے کوئی معمولی قدم اٹھاتے ہیں تو یہ اتنا بڑا جرم سمجھا جاتا ہے کہ اس کے بدلے میں اسے ہر طرح کے برے القابات سے یاد کرنا جائز سمجھ لیا جاتا ہے۔ اس کے خاتمے کے لیے پوری اسلام مخالف دنیا کا اتحاد اور اس کے خلاف جنگ قانونی جنگ مان لی جاتی ہے۔ بقول شاعر ؎

هم آه بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

دشمن سے تو یہی توقع کی جاسکتی ہے اور یہی اسکی تاریخ ہے۔ افسوس تو مسلمانوں کے درمیان موجود ان فکری غلاموں کی حالت پر ہے جنہوں نے مغربی آقاؤں کی اتباع اور تقلید کر کے حقائق سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ مغرب کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر دین، مدارس اور اسلامی شعائر کے خلاف کفار کا موقف اختیار کیا ہوا ہے۔ کفار ہی کی طرح ان سے دشمنی روا رکھے ہوئے ہیں، اور جب ممکن ہوتا ہے تو ان کے خلاف ان کا عملی اقدام بھی دشمنوں سے کم نہیں ہوتا۔ یہ بہت حساس اور اہم مراحل ہیں، تمام مسلمانوں خصوصاً طلبہ اور باہمت نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور یہود کے بڑے اور طویل جھگڑوں سے اسلامی دنیا کی حفاظت کے لیے اپنی صلاحتیں بروئے کار لائیں۔ اس سے کوئی دریغ نہ کریں۔ دشمن کی مزید بڑی اور طاقتور موجوں کا انتظار نہ کریں اور اپنے دین، اپنی جان، اپنی عزت و ناموس اور اسلامی سرزمین کے دفاع اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں ورنہ ؎ تمہاری داستان بھی ہوگی داستانوں میں

☆......☆......☆

بقیہ از: جنگی جرائم

۱۶ستمبر کو اتحادیوں نے صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانو کے وزیر مرزا خیل علاقے میں ایک گھر پر چھاپہ مارا اور جاتے ہوئے گھر کا ایک شخص شہید کر دیا۔

۱۶ستمبر کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے ساراوان کلا بارگرو گاؤں میں اتحادیوں نے فضائی حملہ کر کے دو عمر رسیدہ افراد کو شہید اور تین کو زخمی کر دیا۔

۱۷ستمبر کو صوبہ فراہ ضلع رود بازار میں افغان فورسز نے ایک عام شخص (محمد عوض) کو گرفتار کر کے بعد ازاں شہید کر دیا جبکہ اس سے ایک دن قبل بھی فراہ کے دارالحکومت میں افغان فورسز نے ایک گاڑی پر فائرنگ کر کے ایک شخص کو شہید اور ۶ کو زخمی کیا۔

۱۸ستمبر کو افغان فورسز نے صوبہ پروان ضلع بگرام کے قلعہ جالی گاؤں میں دو افراد کو شہید کیا جن میں ایک مسجد کا امام تھا مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ان افراد کی کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

۱۹ستمبر کو اتحادیوں نے صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے ترخہ ناور دامیر بلند گاؤں میں امام اور دو خواتین کو شہید کر دیئے۔

۲۱ستمبر کو اتحادیوں نے رات کے چھاپے کے دوران قندھار ضلع شاولیکوٹ کے گیزک گاؤں میں چھ شہریوں کو شہید کر دیئے۔......

بقیہ صفحہ نمبر 37 پر ملاحظہ فرمالیں۔

ابو عابد

صوبہ بدخشان کے جہادی حالات کا مختصر جائزہ

بدخشان افغانستان کے شمال مشرقی صوبوں میں سے ہے۔ جس کے مغرب میں تخار اور پنجشیر کے صوبے، جنوب میں نورستان اور پڑوس ملک پاکستان کا ایک حصہ، مشرق میں پڑوس ملک چین کا ایک حصہ اور شمال میں ملک تاجکستان واقع ہے۔ بدخشان افغانستان کے بڑے صوبوں میں سے ہے جس کا رقبہ 44059 مربع کلومیٹر ہے۔ مرکز فیض آباد کے علاوہ 28 اضلاع پر یہ صوبہ مشتمل ہے۔ بدخشان ایک پہاڑی علاقہ ہے، ہندوکش کا پہاڑی سلسلہ اس کے بیچ سے گذرتا ہے۔ اس کے بہت سے علاقے بلند پہاڑوں اور پہاڑی چوٹیوں پر مشتمل ہیں۔ یہاں کئی چھوٹے بڑے دریا بھی ہیں جنہوں نے اس علاقے کے حسن کو خاص شگفتگی دے رکھی ہے۔ صوبہ بدخشان کے اکثر لوگ مویشی چراتے ہیں یا غریب زمیندار لوگ ہیں، اسلامی روایات اور دینی علوم کے ساتھ محبت میں یہ علاقہ خاص شہرت رکھتا ہے۔ اسی لیے تو اس مٹی نے تاریخی لحاظ سے اچھے اچھے علماء، مشائخ، عارفین اور مجاہدین اس امت کو دیے ہیں۔ بدخشان جس طرح روسی تسلط کے خلاف ایک گرم محاذ رہا اسی طرح امریکی غاصبانہ حملے کے خلاف بھی ایک اہم مورچہ اور میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ جہاں سے تقریبا ہر دن جہادی فتوحات اور دشمن کے نقصانات کی خبریں ملتی ہیں۔

صوبہ بدخشان کے جہادی ذمہ داران کہتے ہیں کہ اب حال ہی میں بدخشان کے کچھ علاقوں کے علاوہ تقریبا تمام اضلاع میں جہادی تشکیلات پھیلادی گئی ہیں۔ صوبہ بدخشان کے اضلاع وردوج، راغ، بارک، کشم، جرم، یمگان، یفتل بالا، شہداء، اور ارگو، وہ علاقے ہیں جہاں مجاہدین گروپس کی شکل میں اعلانیہ طور پر حملے کرتے ہیں اور تقریبا اس کے سارے مضافاتی علاقے اور گاؤں مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں ان علاقوں میں دشمن صرف مراکز میں اختیار واقتدار رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ تشکان، درایم، یفتل سفلی، اور شہر بزرگ وہ علاقے ہیں جہاں مجاہدین کا وجود قوی حیثیت میں ہے، اگرچہ وسیع علاقے ان کے قبضے میں نہیں ہیں مگر یہاں بھی اہم کارروائیاں کامیابی سے کی جاتی ہیں

اس سال الفاروق آپریشن کے آغاز کے بعد سے صوبہ بدخشان میں بھی دوسرے سالوں کی بنسبت جہادی کارروائیوں میں تیزی آگئی ہے جو اب بھی اسی رفتار سے جاری ہے۔ جس میں روزانہ کی کارروائیاں، دھماکے اور دشمن پر گولہ باری سمیت گذشتہ مہینوں میں راغ، یمگان، جرم اور وردوج کے اضلاع میں مجاہدین کی کچھ اہم کارروائیاں شامل ہیں۔ ان کارروائیوں میں دشمن کو بھاری جانی نقصانات پہنچے ہیں۔ کشم میں مجاہدین نے دو مرتبہ دشمن کے ساتھ بڑے معرکے لڑے جو ہر مرتبہ 7 گھنٹوں تک جاری رہے۔ ان جنگوں میں دشمنوں کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی طرح مجاہدین نے وردوج میں بھی کئی مرتبہ بڑی کارروائیاں کیں اور انتہائی اہم فتوحات حاصل کی ہیں۔ وردوج کی پہلی بڑی کارروائیوں میں دشمن کی بہت سی گاڑیاں مجاہدین کے حملوں میں تباہ ہوگئیں، فوجیوں کو بھی بھاری ہلاکتیں اٹھانی پڑیں۔ یہ ضلع رواں سال 9 ستمبر کو مجاہدین کی جانب سے فتح ہوگیا۔ ان آپریشنوں کے دوران امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے دشمن کے 22 فوجی زندہ گرفتار کر لیے۔ 15 سے زیادہ جنگ میں ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اسی طرح بہت سے وسائل اور ہتھیار بھی تباہ ہوگئے یا مال غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ کچھ دن پہلے مجاہدین نے ضلع بھارک میں بھی سلسلہ وار کامیاب کارروائیاں کیں جس میں ضلع دشغنان کے کمشنر اور سرحدی فوجیوں کے ایک کمانڈر ہلاک ہوگئے دیگر فوجیوں کو بھاری نقصانات پہنچے۔ اس کے علاوہ وردوج اور بدخشان کے دیگر علاقوں میں گذشتہ قریبی عرصے میں دشمن پر بہت سے دھماکے، مورچہ بند حملے، راکٹ حملے اور معرکے بھی کامیابی سے ہمکنار ہوگئے۔ جس میں ہر مرتبہ دشمن کو بھاری نقصانات پہنچے۔ یہاں طوالت کے خوف سے سب کا ذکر کرنا ممکن نہیں۔ ان تفصیلات کا احاطہ امارت اسلامیہ کے ماہنامہ مجلات اور الامارہ ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمالیں۔

قصہ تو مقدر اور نصیب کا ہے!

رحمت اللہ

افغانستان پانچ ہزار سال کی تاریخ کا حامل ملک ہے۔اس طویل مدت میں اس ملک میں عجیب وغریب داستانیں اور واقعات پیش آئے ہیں۔اس کی کئی خصوصیات ہیں،جن میں سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہاں اغیار اپنی پوری قوت کے ساتھ بھی اپنے قدم نہیں جما سکتے۔سکندر رومی سے لے کر چنگیز خان و ہلاکو خان تک اور پھر انیسویں اور بیسیویں صدی میں انگریز کی سرمایہ داریت سے روس کی اشتراکیت تک،کوئی بھی یہاں رہنے اوراس خطے پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔یہاں کے باشندوں کی مثال ان شاہینوں اور شیروں جیسی ہے جو اپنی کچھار میں کسی لومڑی اور اُلو کو نہیں آنے دیتے۔

اخبار نے بتایا کہ وائٹ ہاؤس نے افغانستان میں موجود غاصب فوج کے سربراہ جنرل ایلن کو امریکن آرمی سیٹ سے اٹھا دیا ہے اور اب جنرل ڈینفورڈ کو اس سیٹ اپ کا انچارج بنا دیا ہے۔کیوں کہ جنرل ایلن افغان جنگ جیتنے میں ناکام رہا ہے۔

خبیث الفطرت امریکیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ سو مرتبہ بھی اپنے سربراہوں کا تبادلہ کر کے یہ جنگ نہیں جیت سکتے۔''مکناٹن'' کی تاریخ پوری دنیا کو از بر ہے۔وہ بھی یہاں کی مٹی کو اپنی گرفت میں لینے آیا تھا،لیکن انجام کار خود اس کا قیدی بن گیا۔یہاں تمہیں غموں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔طالبان کا خوف تمہیں موت کے منہ میں لیتا چلا جائے گا اور اسی وجہ سے تم خود کشی کرنے پر مجبور ہوتے جا رہے ہو۔یہ سرفروشوں کی سرزمین ہے۔یہاں کا ایک سرفروش اپنا سر قربان کرتے کرتے بھی کئی غرور بھرے سروں کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔موت کے خوف سے دھک دھک کرتے تمہارے دل ہالبروک کی طرح ہارٹ اٹیک کا شکار ہو جائیں گے۔

جنرل ''ڈینفورڈ'' سے پہلے جتنے بھی جنرل آئے،ناکام لوٹے ہیں۔نہ مکرسٹل نے تمہیں خوشی کی کوئی خبر سنائی ہے اور نہ ہی ڈیوڈ پیٹریس نے،اُلٹا تمہیں گالیاں ہی دی ہیں۔

الحمدللہ!افغانستان کی ہر گلی اور ہر محلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین موجود ہیں اور بہت بڑے حوصلے کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں۔سربراہوں کا تبادلہ،آپریشنوں کا اعلان،مذاکرات کے جھوٹے دعوے،یہ سب کچھ امریکی اپنے آپ اور اپنے عوام کو تسلی دینے کے لیے کر رہے ہیں۔ورنہ حقیقت میں یہ سب بے سود پروپیگنڈے ہیں۔

اس طرح کی بے ہودہ حرکتوں سے جنگ نہیں جیتی جا سکتی اور نہ ہی مجاہدین کے عزائم کو متزلزل کیا جا سکتا ہے۔کیوں کہ یہ بات تو کتاب فطرت کے سرورق پر بڑے ہی جلی حروف میں کندہ ہے کہ''شکست کفر کا پیدائشی مقدر ہے اور فتح اسلام کا ازلی نصیب''!!

❀ ...... ❀ ...... ❀

بقیہ از: جنگی جرائم

۲۱ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ پکتیا ضلع سید کرم کے چینو علاقے میں ایک گھر پر(جس میں شادی تھی)چھاپہ مارا اور تلاشی لینے کے بعد ایک شخص کو شہید اور ۸ کو گرفتار کر لیے۔

۲۳ستمبر کو اتحادیوں نے صوبہ بغلان ضلع تالا برفک کے سورخ جوی میں چھاپہ مارا تلاشی کے موقع پر مقامی لوگوں کو نقصان پہنچایا اور جاتے ہوئے ایک شخص کو شہید اور دو کو گرفتا کر لیا۔

۲۶ستمبر کو غاصب افواج نے قندھار ضلع شاولیکوٹ کے تک ناوہ ایزرک گاؤں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین افراد شہید ہو گئے۔

۲۸ستمبر کو صوبہ فراہ کے مرکز میں اتحادی افواج نے ایک بچی اور ایک خاتون جو منار چوک کے قریب میڈیکل جا رہی تھیں گاڑی سے کچل کر بچی کو موقع پر شہید جبکہ خاتون کو شدید زخمی کر دیا واضح رہے کہ نیٹو افواج کی طرف سے ایسے واقعات معمول بن چکا ہے،ذرائع کے مطابق ان واقعات کی وجوہات یہ ہیں کہ وہ بم دھماکوں کے خوف سے وہ گاڑی تیز چلاتے ہیں اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ غیر ملکی اہلکار بڑے پیمانے پر منشیات اور شراب کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس طرح کے المناک ٹریفک واقعات رونما ہوتے ہیں۔

اقتباسات: افغان اسلامک نیوز ایجنسی)=پژواک نیوز ایجنسی=(بی بی سی ریڈیو،ازادی ریڈیو،تاند اور بینوا ویب سائٹس،روحی

محمد فرہاد جانباز

تاریخ کے جھروکے سے

ظلم وستم کی چکی کا پاٹ چاہے مسلمان کا ہاتھ گھمائے یا کسی دوسرے مذہب کے پیروکار کا دستِ ستم گر۔ خدائی قوانین میں اس کی ایک خاص مدت تک مہلت ہوتی ہے۔ جب جبر حد سے بڑھ جاتا ہے اور ڈھیل اختتام پذیر ہونے آ پہنچتی ہے، تو لاتعداد اَن دیکھی خدائی فوجیں بھیانک انجام کی رسی کا پھندا کسنا شروع کر دیتی ہیں اور پھر شہ رگ کے گھٹ جانے سے سانسوں کی آمدورفت بند ہو جاتی ہے۔ یوں ظالم اپنے کیے کے خوف ناک اور دہشت انگیز انجام سے دوچار ہوتا اور رزقِ خاک بن کر قبر میں جالیٹتا ہے۔ ساتھ ہی اس کا اندھیر مچار کھنے والا ظلم بھی عدل کی بھاری بھر کم مٹی تلے دفن ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ ظلم کا انجام ہے۔ اور یہ بہر صورت انجام پذیر ہو کر ہی رہتا ہے۔

ساتویں صدی عیسوی کے اواخر تک قسطنطینی عیسائیوں کا زورِ اقتدار بحرِ روم، شمالی افریقہ اور جزیرہ نمائے اندلس پر چھا چکا تھا۔ اسی طاقت کا غلط استعمال کرتے ہوئے جنونی پادریوں نے مخلوق خدا پر جور وجبر کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔ خاص کر جزیرہ نمائے ہسپانیہ کی سرزمین پر بسنے والی اولادِ آدم بے رحم پادریوں کی طرف سے دیے جانے والے کرب سے تڑپ رہی تھی۔ اسی دوران شمالی افریقہ کے بچ جانے والے عیسائی مقبوضات پر مقرر یونانی سردار ''کونٹ جولین'' کی عزت کو گہن لگا دیا گیا۔ اس کی خوب رُو جان پدر ''فلورنڈا'' نامی بیٹی دستورِ زمانہ کے موافق آداب سکھائی کے لیے ہسپانیہ کے گورنر ''لرزیق'' کے سایہ حرم سرا میں تشریف رکھتی تھی۔ اس کے دامنِ حیات میں شباب کے قدموں کی ہلکی ہلکی آہٹ قریب سے آتی سنائی دے رہی تھی۔ اس لیے اُس کو اپنے باپ کونٹ جولین کے سایہء عاطفت میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن بوڑھے لرزیق کی ننگی ہوس شباب اور کباب کے ملاپ سے حاصل ہونے والے جامہءِ تسکینِ شہوت کے لیے دیوانی جوانی کی سیڑھی پر چڑھ گئی۔ اسی بدفطرت انسان نے اس فطری تبدیلیِ سایہ کو وقوع پذیر نہ ہونے دیا۔ اور یوں جبری طور پر فلورنڈا کی چادرِ عصمت تار تار کر دی گئی۔ یہ کونٹ جولین کی عزتِ نفس کے بے داغ رخسار پر ایک چھاپ دار طمانچہ تھا جس نے اس کے گال پر ذلت اور رسوائی کا ٹھپہ لگا دیا۔ یہ کھلی ذلت اس کے انگ انگ کو انتقام کی آگ میں جلانے لگی تھی۔ کونٹ جولین اس داغ کو دھونے کے لیے بے چین ہو گیا۔ لرزیق کے اس تھپڑ کا بدلہ لینے کے لئے خوف ناک اور تباہ کن انتقام کے خار کھانے لگا۔

لرزیق سے پہلے ہسپانیہ کی سرزمین پر ''گاتھ قوم'' کی سطوت کا ڈنکا بجا کرتا تھا۔ لیکن ان کا ایک بنیادی اور اہم مسئلہ یہ تھا کہ ان کی اپنی کوئی ثقافت اور تہذیب تھی اور نہ ہی ان کا کوئی قابل ذکر تمدن تھا۔ اس لیے جوں جوں رومیوں کے غلبے کے ساتھ ساتھ ان کی عیسائیت بھی پھیلتی گئی، توں توں کسی بھی تہذیب سے عاری گاتھ قوم اس صلیبی مذہب سے متاثر ہوتی گئی۔ اسی کا نتیجہ تھا اندلس میں منحوس صلیب کے گہرے تاریک سائے قدرے تیز رفتاری سے لمبے ہوتے جارہے تھے۔ روشنی اور اجالے کے دشمن فساد خیز پادریوں نے اس جہالت کی ظلمت اور اندھیرے کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذہبی اقتدار کو خوب مضبوط کر لیا۔ بے سند مذہب کی وجہ سے بے بس بادشاہ ان کی مٹھی میں بھینچے ہوئے ہوتے اور بے علم رعایا ان کی قدموں تلے پس رہی ہوتی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ طاقت ہمارے گھر کی لونڈی بن چکی ہے اور اقتدار ہمارے در کا غلام، تو انہوں نے ایک عجیب اور کچھ کچھ مبنی برحقیقت چال چلی۔

انہوں نے عیسائیت کے جیالوں اور فداکاروں کو مذہب کا میٹھا زہر پلا کر یہ باور کرایا کہ یہودی عیسیٰ روح اللہ کے قاتل اور پاک دامن مریم پر بہتان باندھتے ہیں، لہٰذا ان کو اس سرزمین سے بے دخل کر دیا جائے اور ان کا قلع قمع ہونا چاہیے۔ تاکہ خس کم ہو کر جہاں پاک ہو جائے۔ اس منصوبے کے بعد یہود بے بہبود پر ظلم وستم کے مصائب لگاتار یوں گرنے لگے جیسے تسبیح کی لڑی ٹوٹ جانے سے دانے پے در پے گرنے لگتے ہیں۔

ان حالات کو دیکھ کر گاتھ بادشاہ ''وٹیرا'' کا دل پسیج گیا۔ اس نے سوچا'' میرے ملک میں یہ ظلم ناروا ہرگز نہیں ہوسکتا''۔ یہودیوں کی دربدری نے اس کے مادہ رحم دلی کو بیدار کر دیا۔ وٹیرا نے یہودیوں کے حقوق اور جان کی تحفظ کی آواز اٹھائی۔ ان پر برسنے والے جور وستم کے کوڑے کو ناجائز، انصاف کی توہین اور انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی سے تعبیر کیا۔ جب پادریوں نے بہ زعم خویش اپنے پٹھو وٹیرا پر نیا رنگ چڑھتے اور حالات کا ''اپنی نظر'' سے تجزیہ کرتے دیکھا تو بھڑک کے بول اٹھے'' اوہو! ارے یہ کیا! ہماری بلی ہمیں

میاؤں میاؤں''۔ ان کو وٹیرا کے لب آزاد ہونے کی وجہ سے ان کی جنبش ایک آنکھ نہ بھائی۔ انہوں نے اس ''گستاخانہ حرکت'' پر سزا دہی کے لیے جاہل عوام اور بے علم جیالوں کو اپنی مذہبی انگلیوں پر خوب نچایا اور اس حرکت سے پیدا ہونے والی طاقت کو اپنے تصرف میں لا کر خوب استعمال کیا۔

اُدھر عیسائیت کا بول بالا تھا، ادھر وٹیرا تنہا و اکیلا تھا۔ لہٰذا پادریوں کو وٹیرا کی معزولی میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ گاتھ بادشاہ نے بھی حالات کو اپنے خلاف دیکھا تو بلا چوں چراں اقتدار کی کرسی سے تشریف اٹھالی۔ پادری خوش تھے ''لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی اور سانپ بھی مرگیا''۔

وٹیرا نے اپنے ایام بادشاہت میں اپنی بیٹی کا ہاتھ کونٹ جولین کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اس لیے شاہی خاندان کے ساتھ رشتہ داری پیدا ہونے کی وجہ سے گاتھ قوم کے ساتھ ساتھ کونٹ جولین کو بھی وٹیرا کی معزولی پر شدید ملال نے آلیا تھا۔ وہ مراکش میں عیسائی مقبوضات کا سردار ہونے کے زور پر پادریوں کی غنڈہ گردی اور گاتھ قوم کی دربدری کا بدلہ لینا چاہتا تھا، لیکن کسی واضح جواز اور عوامی قوت کے اپنے حق میں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ اب جب کہ پادریوں کے منظور نظر کٹھ پتلی لرزیق نے کونٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کی عزت سے کھلواڑ کیا تھا، تو اس کے انتقام کی سلگتی چنگاری بھڑک کر شعلہ جوالہ بن گئی۔ اب وہ کسی طاقت کے فراہم ہونے کے لیے ارد گرد نظریں دوڑانے لگا۔ آخر کمک کی جستجو میں مگن اس کی بے چین نگاہیں تاریخ اسلام کے روشن کردار کمانڈر موسیٰ بن نصیر پر جا ٹھہریں۔ ان دنوں موسیٰ بن نصیر شمعِ اسلام تھامے افریقہ کی سرزمین پر دین محمدی کی کرنیں ڈال رہا تھا۔ کونٹ جولین نے موسیٰ بن نصیر کی قابل داد شجاعت، باتدبر پیش قدمی اور فتح عظیم کی مقناطیسی بجلیاں کوندتے دیکھیں تو اپنے ہم خیالیوں کی جماعت کے ہم راہ قیروان میں گورنر موسیٰ کے دربار جا پہنچا۔ وسیع دامن اسلام کی آغوش میں پرورش پانے والے مجاہد اسلام کمانڈر موسیٰ بن نصیر نے بڑی وسعت ظرفی اور خوش دلی کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا اور اس کا بہت بھلا خیر مقدم کیا۔

> چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے دمشق سے اجازت اور اندلس سے آگاہی کے بعد اسلامی فوج کے سات ہزار جاں فروشوں کو طارق بن زیاد کی کمانڈ میں دے کر ہسپانیہ کی دھرتی پر تلوار چلا کر یلغار کرنے کا حکم دے دیا۔ چار کشتیوں میں سات ہزار جاں بازوں کا یہ لشکر ساحلِ اندلس کی طرف کوچ کرگیا۔ اللہ کے ان شیروں نے وہاں کچھ اس انداز سے شمع اسلام فروزاں کی کہ ہر طرف سے ظلم، جور اور ستم کے اندھیرے سمٹ سمٹ کر ختم ہوگئے۔

جولین اور اس کے ہم جولیوں نے آدابِ دربار بجالاتے ہوئے دست بستہ عرض گزار کی:

''جناب آپ اندلس پر فوج کشی کریں، وہاں کی زرخیز مٹی آپ کی بہترین تجربہ گاہ ثابت ہوگی۔ بلاشبہ اس نیک معاملے میں نصرتِ الٰہی اور فتح عظیم ہاتھ میں ہاتھ دیے آپ کے ساتھ ہوں گی''۔ لیکن کسی اطمینان بخش وجہ کے روبہ رونہ آنے پر موسیٰ بن نصیر کو تامّل نے گھیر لیا اور تردّد نے اس گھیرے کو مزید تنگ کردیا۔ جس کی وجہ سے گورنر کوئی تسلّی بخش جواب نہ دے پایا۔ تب شرحِ صدر اور اطمینان قلب کے لیے کونٹ جولین اور اس کے ساتھیوں نے وضاحت کی: ''آج کل تختِ اندلس پر ایک شخص غاصبانہ طور پر مسلط ہے۔ اس کے بے جا تسلط، بے وجہ جبر اور بے حق اقتدار نے اندھیر مچا رکھا ہے۔ بنابریں وہاں کے عوام آہ وفغاں اور نوحہ وبکاء میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی چار دن کی زندگی اجیرن اور چار رات کی حیات مستعار دوبھر ہوچکی ہے۔ وہ بے بس وبے کس اور بے حال لوگ دامن کھولے منہ آسمان کی طرف اٹھا کر دعائیں، التجائیں اور التماسیں کررہے ہیں کہ ہمیں ان ظالموں سے نجات دے۔

اس لیے آپ پر انسانیت کے ناطے وہاں کے کمزوروں اور ضعیفوں سے محبت اور اُن کی مدد کرنا لازم ہے۔ ہماری دُعا تمنا بن کر لبوں پر آرہی ہے کہ آپ کے دم سے اندلس میں اُجالا ہوجائے۔ چوں کہ ہماری نگاہِ مردم شناس نے آپ ہی کو اپنے اندر سمویا اور ہمیں یہ ہی بتلایا ہے ''ظلم کی تاریک شب کو انصاف کے روشن سویرے سے آپ کے سوا کوئی نہیں بدل سکتا، اس لیے آپ ہی سے معاونت چاہیں''۔

جولین کی تسکین آور وضاحت اور اصرار بسیار کے بعد کمانڈر موسیٰ نے اندلس کے حالات اور لرزیق کی فوجی طاقت سے متعلق چند سوالات کیے۔ اس کے بعد خلیفہ دمشق ولید بن عبدالملک سے اس اقدام کے لیے اجازت طلب کرنا ضروری جانا۔ اس غرض سے ایک عریضہ دربار خلافت کو بھیج دیا۔ اس کے

علاوہ اپنے ایک سردار ''طریف'' کو پانچ سو سپاہیوں کے ہم رکاب کر کے جولین کے ہم راہ اندلس کی اندرونی کیفیت سے واقفیت کے لیے روانہ کر دیا چناں چہ طریف نے اپنے لشکریوں کے ساتھ 92ھ میں سرزمین اندلس پر قدم رکھ دیے۔حالات سے شناسائی اور معمولی تگ ودو کے بعد بہ سلامتی جاناں غنیمت لئے۔واپس لوٹ آیا اور جولین کی کہانی اور اس کی آہ فغاں کو باسبب قرار دیتے ہوئے تصدیق کی: بلاشبہ جولین کے زخم سیاق وسباق رکھتے ہیں۔ادھر چند ہی دنوں میں خلیفہ کے دربار سے جواب آں غزل بھی آپہنچا۔جس میں اجازت کے ساتھ ساتھ مآل اندیشی اور احتیاط کا دامن تھامنے کا حکم بھی مذکور تھا۔

چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے دمشق سے اجازت اور اندلس سے آگاہی کے بعد اسلامی فوج کے سات ہزار جاں فروشوں کو طارق بن زیاد کی کمانڈ میں دے کر ہسپانیہ کی دھرتی پر تلوار چلا کر یلغار کرنے کا حکم دے دیا۔چار کشتیوں میں سات ہزار جاں بازوں کا یہ لشکر ساحلِ اندلس کی طرف کوچ کر گیا۔اللہ کے ان شیروں نے وہاں کچھ اس انداز سے شمع اسلام فروزاں کی کہ ہر طرف سے ظلم، جور اور ستم کے اندھیرے سمٹ سمٹ کر ختم ہو گئے۔ہسپانیہ میں ظلم کی چکی تو بہت پہلے سے چلائی جارہی تھی لیکن کونٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے ساتھ کی گئی جنسی زیادتی شاید اس ظلم کا وہ عروج تھا اور وہ آخری حد تھی جس کے بعد یہ ظلم پستی کی طرف آنا شروع ہو گیا اور اپنی حد کو پھاندنے والا یہ ظلم سراپا عدل پر مبنی تکوینی نظام کا شکار ہو کر اپنی موت آپ مر گیا۔

قارئین! تاریخ کے یہ صفحات پڑھتے ہوئے مجھے سمجھ آیا طالبان کا ظہور کیوں کر ہوا؟ آپ ایک واقعہ نظر زد کر لیں، پھر اس پر بات کریں گے۔1978ء سے شروع ہونے والا غاصب روس کے خلاف افغان جہاد 15 فروری 1989ء میں اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔مسلمانوں کی نظریں اس بات کی منتظر تھیں دیکھیں، کیسے ہوں گے اس جہاد کے ثمرات، جن کو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ سے تعبیر کیا جارہا ہے۔لیکن ان کو ظاہر ہونا تھا نہ ہوئے۔البتہ ان کی جگہ طالبان ضرور ظاہر ہو گئے۔امریکا، روس اور دیگر تمام اسلام دشمن طاقتیں خوش تھیں افغان سرزمین فتنوں اور خانہ جنگیوں کی لپیٹ میں آ کر عنقریب چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ جائے گی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے بجائے کفر ہی کی نشاۃ مکرّرہ ہو رہی ہے کتنے طویل عرصے سے افغانستان کی زمین بھی ہسپانیہ کی دھرتی کی طرح ظلم کا شکار بنی ہوئی تھی۔روسیوں نے بھی اپنی ظلم پسند فطرت کا کھل کر مظاہرہ کر لیا تھا۔لیکن شاید اللہ کے دربار میں بھی اب کچھ مہلت باقی تھی کہ اس جنگ کے اختتام کے 6 سال بعد تک بھی یہ سرزمین جور وجبر کی چکی میں پستی رہی اور آخر وہ دن بھی آن پہنچا جب اس ستم کی ڈھیل ختم ہو رہی تھی۔

1994ء کا پت جھڑ کا موسم تھا اور سورج کے خط استواء سے کافی دور ہو جانے کی وجہ سے سردی اپنے جوبن پر تھی کہ ایک دل دوز واقعے کے خوف نے ڈرے اور سہمے ہوئے لوگوں کو ٹھٹھرا کر رکھ دیا۔ایک ظالم، جابر اور بدفطرت مقامی جنگجو نے اپنے علاقے میں دو لڑکیوں کو جبراً اٹھا کر غائب کر دیا۔وہ دونوں لڑکیاں عمر کے اس حصے میں تھیں، جب جوانی جسم وجاں کا جزو بن کر اسے مزید دلکش بنا دیتی ہے۔اس ظالم نے ان دونوں دوشیزاؤں کی عزت کا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔اس قابل سنگسار درندے نے اس ناقابلِ معافی جرم کو بار بار دہرایا۔اس کمینہ صفت انسان نما نے صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان بناتِ حواء کے سر کے بال کاٹ کر آدم کی ان دونوں بیٹیوں کی انتہائی گھناؤنے انداز میں تذلیل کی۔یہ ظلم کا وہ مقام تھا جہاں سے آگے اس کی زندگی کے ایام گھٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔اس کی ڈھیلی رسّی کسنا شروع ہو جاتی ہے اور آخر کار یہ اپنے انجام کو پہنچ کر رہتا ہے۔ہسپانیہ کی طرح یہاں بھی ایسا ہی ہوا اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے کمانڈر موسیٰ بن نصیر کا روحانی فرزند ہونے کا خوب خوب حق ادا کیا۔انہوں نے اپنے 16 ساتھیوں کو لیا اور اس ظلم کا دروازہ بند کرنے نکل کھڑے ہوئے۔وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں کبھی ظلم ناروا نے سر اٹھایا ہو یا اس کا سر کچل کر نہ رکھ دیا گیا ہو۔پتہ چلتا ہے کہ ظلم کا اندھیر ہر سو پھیل جائے۔اصلاح احوال کی امیدیں اور کوششیں دم ہی توڑ دیں، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ظلم کی چکی چلانے والا ہاتھ ایک دن کاٹ دیا جاتا ہے۔چاہے وہ دست ستم گر مسلمان کا ہو یا بندہ شیطان کا کیوں کہ یہاں ہر ظلم کے سر پر عدل کی تلوار لٹک رہی ہے۔اور ظلم کی گردن مہلت کی رسّی میں پھنسی ہوئی ہے اور انصاف کا سویرا طلوع ہونے میں دیر تو ہے لیکن اندھیر ہرگز نہیں ہے!

......

گذشتہ ستمبر میں

احمد فارسی

ستمبر کا مہینہ بھی افغانستان میں غیر ملکی قوتوں پر بھاری گزرا، ایک طرف ملکی اورغیر ملکی قابضین نے نقصانات اٹھائے تودوسری جانب اللہ تعالیٰ کی تائیداورنصرت سے مجاہدین نے دنیاسے اپنی قوت کالوہامنوایاگزشتہ ستمبرمیں افغانستان میں مجاہدین نے جوکارروائیاں کیں وہ قارین کے لئے پیش خدمت ہیں۔

غیرملکی فوجیوں کی ہلاکتیں!

نیچے سطورمیں آپ کومعلوم ہوجایئگا کہ گزشتہ ماہ غیرملکیوں پرکیسا گزرا،ان کی کتنی ہلاکتیں ہوئیں اگرچہ وہ حسب سابق دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے نقصانات پرخاموشی اختیارکرتے ہیں لیکن اب دنیاجان چکی ہے کہ ان کی شکست نوشتہ دیوار ہے۔دشمن نے ستمبرمیں اپنے صرف 26فوجیوں کی ہلاکتوں کااعتراف کیاہے جن میں 18 امریکی اہلکار ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف ہلمند کے شورآب واقعہ میں 40اتحادی اہلکارقتل ہوئے،ان اعداد کے علاوہ دشمن کی ہلاکتوں کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے جس کا دشمن خوداعتراف کرتاہے دشمن کے اعتراف کے مطابق رواں سال افغانستان میں ان کی 348فوجی ہلاک ہوئے جواصل تعداد سے انتہائی کم ہے۔

مالی نقصانات:

گزشتہ مہینہ میں دشمن کے مالی نقصانات بھی زیادہ تھے جس کی صحیح تعداداس لئے معلوم نہیں کہ ایک طرف دشمن اپنا نقصان چھپانے کی کوشش کرتاہے تودوسری طرف زرخرید میڈیابھی اصل حقائق منظرعام پرلانے سے گریزاں ہے،بلاشبہ دشمن کے سینکڑوں کی تعدادمیں ٹینک،فوجی گاڑیاں اوردیگرعسکری وسائل مجاہدین کے حملوں اوربم دھماکوں میں تباہ ہوئے البتہ دشمن کے گرائے گئے طیاروں کی تعدادکی تفصیل ذیل میں پیش خدمت ہے۔

5 ستمبرکوصوبہ لوگرکے مرکزپل علم میں دشمن کے دوچینوک ہیلی کاپٹرمارگرائے،دوسراہیلی کاپٹراس وقت نشانہ بنایاجب وہ پہلے ہیلی کاپٹرکے زخمیوں اورلاشوں کومنتقل کرنے کے لئے آیامگرجھوٹ کے عادی دشمن نے صرف اپنے دوفوجیوں کی ہلاکتوں کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹرگرانے کااعتراف کیا۔

11 ستمبرکومجاہدین نے بگرام پرمزائل حملے کئے جس میں جانی نقصان کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹربھی تباہ ہوا۔اس کے علاوہ امارت اسلامیہ کے سرفروش فدائی مجاہدین نے ہلمند کے شورآب میں کمپ بیشن پرحیرت انگیزحملہ کیاجس سے دشمن اپنے حواس کھوبیٹھااس حملے میں دشمن کے 11 مختلف انواع کے طیارے اورتین ری فیولنگ اسٹیشن بھی تباہ ہوئے جس سے دشمن کو 2 سوملین ڈالرنقصان سہناپڑامگرجھوٹے دشمن نے حسب سابق صرف 7طیاروں کی تباہی کااعتراف کیا۔

ملکی کٹھ پتلیوں کی ہلاکتیں:

ملکی مزدوراہلکاروں کی صحیح تعدادمعلوم کرناایک مشکل کام ہے کیونکہ وہ اپنی اصل تعدادبتانے سے گریزکرتاہے مگرہم مجموعی طورپریہ کہہ سکتے ہیں کہ افغان اہلکاروں کی ہلاکتوں کی تعدادمہینہ میں اوسطا 800سے 1000 تک ہے۔گزشتہ مہینہ میں دشمن کے 39اعلیٰ حکام ہلاک ہوئے جبکہ سیکورٹی فورسز کی ہلاکتوں کی تعدادسینکڑوں ہے۔

ملکی نقصانات:

شہریوں پرحملے ملکی اورغیرملکی فوجیوں کاایک عام مشغلہ بن گیاہے یہ سلسلہ تاہنوزپورے آب وتاب سے جاری ہے۔16 ستمبرکوصوبہ لغمان میں ظالم دشمن نے وحشیانہ فضائی بمباری کرتے ہوئے ان کے اعتراف کے مطابق 8 مظلوم خواتین کوشہید جبکہ کئی افرادزخمی ہوئے اسی طرح 28 ستمبرکودشمن فوجیوں نے صوبہ فراہ میں ایک معصوم بچہ کوگاڑی سے کچل کرشہیداوراس کی والدہ کوشدیدزخمی کردیا۔افغان فورسزبھی اپنے آقاؤں کے نقش قدم پرچلتے ہوئے مظالم کاسلسلہ جاری رکھااور8 ستمبرکوکابل کے کوٹ سنگی میں شہریوں پرفائرنگ کرکے ایک شخص کوشہیدکردیا13 ستمبرکوصوبہ فراہ میں مزدورملیشیانے ایک گاڑی پرفائرنگ کرکے ایک شخص کوشہیداور۱۶افرادکوزخمی کردیئے۔

دشمن کے خلاف عوامی غضب اورنفرت میں اضافہ:

افغانستان کے غیورمسلمان ملت اورخصوصاپولیس اورنام نہادافغان آرمی میں سرایت کرنے والے وہ باحساس افغان جنہوں نے حقائق کاادراک کرتے

ہوئے دشمن سے انتقام لینے اور بیرونی دشمن سے افغان نفرت کا اظہار کرنے کی خاطر نئی تاریخ رقم کی اس سلسلے میں ۱۶ ستمبر کو صوبہ زابل میں افغان فورسز میں موجود ایک غازی نے غیر ملکی دشمن پر اندھا دھند فائرنگ کر کے دشمن کے اعتراف کے مطابق ۴ اہلکار موقع پر ہلاک کر دیا جبکہ باوثوق ذرائع نے ۷ امریکی اہلکاروں کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ اس سے ایک روز قبل بھی صوبہ ہلمند میں بھی ایک مقامی پولیس نے نیٹو فوجیوں پر فائرنگ کر کے ۲ امریکی فوجیوں کو قتل کیا۔ افغان آرمی اور پولیس کی جانب سے غیر ملکیوں پر حملوں کے ان واقعات نے دشمن کو بوکھلاہٹ کا شکار بنایا، ۱۸ ستمبر کو امریکی فوج کے سربراہ نے کہا کہ ان لرزہ خیز واقعات نے افغان فورسز کو اختیارات سپرد کرنے کا منصوبہ ناکامی سے دوچار کر دیا۔

شکست خوردہ دشمن کی صفوں میں مجاہدین کی سرایت:

افغانستان پر امریکی فوج کشی سے لیکر آج تک دشمن یہ پروپیگنڈہ کرتا رہا کہ وہ طالبان کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور طالبان کو انتہا پسند اور اعتدال پسند کے نام سے تقسیم کرنے کی کوشش بارآور ثابت ہوئی اور کبھی کبھار انہوں نے اپنے پروپیگنڈے کو ثابت کرنے کے لئے ڈرامے بھی بنائے اور خود ساختہ داستانیں بھی میڈیا کو پیش کیں مگر وہ گیارہ سال جنگ کے بعد بھی عملی طور اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے بلکہ الحمدللہ مجاہدین پہلے سے زیادہ متحد اور فعال ہیں اور برعکس دشمن کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں افغان فورسز میں سرایت کر کے دشمن کو پریشانی اور مشکلات سے دوچار کر دیا ہے جس کا اعتراف وہ خود بھی کر رہا ہے۔ ۵ ستمبر کو کابل میں دفاع وزارت کے نام نہاد ترجمان نے اعلان کیا کہ سینکڑوں افغان اہلکاروں کو طالبان کے ساتھ روابط پر گرفتار یا نکال دیے گئے، واضح رہے غیر ملکیوں پر افغان فورسز کے ان بڑھتے ہوئے واقعات نے ان کے درمیان بداعتادی کی فضا قائم کی ہے، نیٹو کے جنرل راسموسن نے کرزئی سے ان بڑھتے ہوئے واقعات کی تدارک کے لئے فوری اقدامات اٹھانے کا حکم دیا۔

مجاہدین کو تسلیم ہونا:

مجاہدین کو پولیس اور آرمی کے اہلکار اکیلے اور اجتماعی شکل میں تسلیم ہونے کا سلسلہ بھی بدستور جاری ہے، ۱۰ ستمبر کو صوبہ بادغیس کے مالا مرغاب میں ایک مقامی پولیس کمانڈر اپنے ساتھیوں اور فوجی گاڑیوں سمیت شامل ہو گیا، ۱۸ ستمبر کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک میں ۱۹ پولیس اور خفیہ ادارے کے اہلکار اپنے عسکری وسائل کے ساتھ مجاہدین کو تسلیم ہو گئے۔

الفاروق آپریشن:

رواں سال الفاروق آپریشن کے نام سے جاری کارروائیاں تیز ہوتی جا رہی ہیں، ستمبر میں کئی کامیابیاں ملیں، ۸ ستمبر کو کابل میں شش درک فوجی مرکز جو شہر کا اہم اور حساس فوجی مرکز ہے پر فدائی مجاہدین نے شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں سی آئی اے کے ۱۵ افسر ہلاک اور ۲ شدید زخمی ہو گئے، ۱۵ ستمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے مضبوط فوجی اڈہ شورآب پر حیرت انگیز حملہ کیا جس میں دشمن کے ۴۰ فوجیوں کی ہلاکتوں کے علاوہ ۱۱ طیارے اور بڑی تعداد میں فوجی گاڑیاں اور دیگر وسائل بھی تباہ ہوئے، مگر دشمن نے صرف اپنے فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔

اسٹریجک معاہدے کی کامیابی (افغانستان کو بیچنا)

ایک سال پہلے امریکہ اور اس کے غلام افغان صدر حامد کرزئی نے افغانستان کو بیچنے کے معاہدے پر دستخط کئے مگر اب ان کے درمیان اختلافات نے سر اٹھالیا، مذکورہ معاہدے کی کوئی اہمیت نہیں تھی کیونکہ سب کو پتہ تھا کہ آقا اور غلام کے درمیان معاہدے کی کیا حیثیت ہو گی، اس معاہدے کے ایک دن بعد اتحادیوں نے رات کو چھاپے مارنے اور بے گناہ مظلوم افغان شہریوں کو شہید کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، ۷ ستمبر کو ذرائع ابلاغ نے امریکی حکام کی جانب سے خبر شائع کی کہ اگرچہ امریکہ نے بگرام کے اختیارات افغان فورسز کو منتقل کر دیئے مگر پھر بھی اصل اختیاران (امریکہ) ہی کے ساتھ ہو گا یہ وہی ڈرامہ ہے جو مختلف صوبوں میں اختیارات کو سپرد کرنے کا جو ڈرامہ رچایا جا رہا ہے مگر اصل اختیارات ان ہی کے ساتھ ہیں رات کے چھاپے، قتل اور تشدد کا بازار گرم ہے، نام نہاد افغان صدر معاہدے کے باوجود ان مظالم کو نہیں رکوا سکتے جو معاہدے کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

شکست کا اعتراف:

حال ہی میں ملکی اور غیر ملکی دشمن نے جان بوجھ کر یا غلطی سے اپنی شکست کا اعتراف کیا، ۸ ستمبر کو مزدور جنرل فہیم نے اپنے آقا سے کہا کہ اگر افغان فورسز کی طرف بھرپور توجہ نہ دی گئی تو ملک کی امن کی صورتحال مزید گھمبیر ہو جائے گی اور ۲۰۱۴ء میں غیر ملکیوں کے مجوزہ انخلاء کے بعد افغان سیکورٹی فورسز طالبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

✡ ✡ ✡

جنگی جرائم

سید سعید

افغانستان میں قابض غیر ملکیوں اوران کے حواریوں کے وحشت ناک مظالم میڈیا منظر عام پر لانے سے گریز کر رہا ہے کیونکہ لالچ اور طاقت کے زریعہ میڈیا میں اپنی مرضی کا مواد شائع کرایا جارہا ہے اور بڑی حد تک اس بھیانک مقصد میں کامیاب بھی ہوئے ہیں، قتل وغارت گری، گرفتاریوں اور دیگر انسانیت سوز مظالم محدود پیمانے پر ذرائع ابلاغ میں آرہے ہیں جو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ درج ذیل سطور میں کوشش کریں گے کہ پیارے افغانستان کے کونے کونے سے رواں سال (2012) کے ستمبر کے مہینے میں ملکی ہلاکتوں کی وہ کم تعداد زیر قرطاس کردوں جو کبھی کبھار ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کی جانب سے شائع ہوتی رہی ہے۔

یکم ستمبر کو میڈیا نے رپورٹ دی کہ صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے جالوخیل گاؤں میں قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے ایک معزز شخص نور آغا کے گھر پر ڈاکہ مارا اسی دوران ایک 8 سالہ معصوم لڑکی نے ایک اہلکار کو پہچان کر اس کا نام لیا جس پر انہوں نے لڑکی کو گھر سے باہر نکال کر کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

۲ستمبر کو قومی ملیشیا نے صوبہ کاپیسا کے دارالحکومت کے قریب شوخی علاقے میں ملکی افراد کی گاڑی پر اندھادھند فائرنگ کی جس سے ایک شہری شہید اور دو زخمی ہوئے عینی شاہدین کے مطابق یہ تینوں افراد ضلع نجراب سے تعلق رکھتے تھے ان کے بقول قومی ملیشیا نے علاقے میں لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنانے اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

۲ستمبر کو قندوز کے دارالحکومت کے قریب کنم گاؤں میں قومی ملیشیا نے پندرہ شہریوں کو شہید، متعدد کو زخمی اور گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ قدیر نامی ایک پرانا جنگی مجرم کمانڈر جواب قومی ملیشیا کا سربراہ مقرر ہوا ہے جنہوں نے علاقے میں مظالم کی نئی تاریخ رقم کی، واقعہ یوں پیش آیا ایک دن نا معلوم افراد نے قومی ملیشیا کا ایک اہلکار قتل کیا جس پر انہوں نے مقامی آبادی سے انتقام لیتے ہوئے صبح جو کوئی بھی گھر سے نکلتا اس کو تہہ تیغ سے نکالا، اس المناک واقعہ کا نہ کسی حکومتی حکام نے مذمت کی اور نہ ہی کسی نے نوٹس لیا۔

۴ستمبر کو صوبہ زابل ضلع شاجوی کے ہنگو گاؤں میں ایک چھاپے کے دوران ایک عام شہری کو شہید کر دیا۔

۵ستمبر کو غیر ملکی فوجیوں نے صوبہ قندھار ضلع شاولیکوٹ سے ملحق (کوندلان، شیلو، نول، گومبت، دوآب، کجو رکاریز اور کاریزک) میں آپریشن کیا جس کے نتیجے میں ایک ۹ سالہ بچہ شہید اور ۱۵ افراد کو حراست میں لیا۔

۸ستمبر کو ذرائع ابلاغ نے خبر شائع کی کہ صوبہ بادغیس ضلع بالامرغاب کے میزو گاؤں میں افغان فورسز نے خواتین اور بچوں سمیت بیس افراد کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیئے جن میں بعض افراد نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ مقامی افراد نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب قریبی چیک پوسٹ کی ایک گاڑی بارودی سرنگ کا شکار ہو کر تباہ ہو گئی جس پر چیک پوسٹ میں موجود اہلکاروں نے مقامی لوگوں پر فائرنگ کر کے انتقام لیا۔

۱۲ستمبر کو اتحادیوں نے صوبہ غزنی ضلع مقر کے شیخان اور رابوخیل علاقوں میں اس وقت ایک عورت اور ایک شخص کو شہید کیا جب ان پر حملہ ہوا نیز اسی دن اتحادیوں نے اسی ضلع کے اخترخیل گاؤں میں ایک بوڑھا شخص (حاجی عبدالباری) کو شہید کر دیا۔

۱۲ستمبر کو قومی ملیشیا نے صوبہ میدان وردگ کے ضلع نرخ میں ایک شخص کو شہید کر دیا مگر اس کے قتل کی وجوہات معلوم نہ ہو سکیں۔

۱۳ستمبر کو صوبہ قندھار ضلع میوند کے بند تیمور علاقے میں اتحادیوں نے اس وقت ایک بچہ کو شہید کیا جب ان پر حملہ ہوا۔

۱۵ستمبر کو اتحادی افواج نے صوبہ قندھار ضلع خان آباد کے ژڑ کمر علاقے میں رات کو چھاپہ مارا اور جاتے ہوئے ایک شخص کو شہید اور دو کو زخمی کیا۔

۱۶ستمبر کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ امریکیوں نے صوبہ لغمان ضلع الیکنار کے نورالام علاقے میں بیس افراد کو زخمی اور شہید کر دیا جن میں خواتین بھی شامل تھیں یہ واقعہ اس کے بعد پیش آیا کہ جب مقامی افراد بچوں اور خواتین کے ساتھ اخروٹ کو جمع کرنے کے لئے جارہے تھے کہ اچانک راستے میں امریکی فضائی حملے کا شکار ہو گئے، نیٹو نے اپنے اعلامیہ میں حسب سابق دعویٰ کیا کہ حملہ میں مخالفین (مجاہدین) کو نشانہ بنایا جبکہ صوبائی گورنر کے ترجمان نے تائید کی کہ واقعہ میں تمام مقامی شہری شہید ہوئے۔۔۔۔

بقیہ صفحہ نمبر 35 پر ملاحظہ فرمالیں

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کی ہلاکتیں	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1 -	قندہار	207	1	78	34	320	142	101	10	4	2
2 -	ہلمند	188	2	88	64	328	156	70	8	3	3
3 -	غزنی	73		24	17	105	88	39	1	5	
4 -	خوست	28	1	14	1	32	18	5	1		
5 -	نورستان	6		2	3	19	21		8	6	
6 -	میدان وردگ	112		36	27	155	106	76	7	5	
7 -	کونڑ	88	1	37	24	115	57	26	3	1	
8 -	پکتیکا	39		18		74	38	20	5		
9 -	زابل	129		13	8	119	45	80			
10	لوگر	100	1	50	119	122	33	1	2	1	
11	کاپیسا	17		5	2	21	13	7			
12	روزگان	55		7	6	54	31	17	2	3	
13	پکتیا	99		38	25	142	73	36	2	1	
14	فراہ	34		17	12	86	41	22	8	6	
15	کابل	11				30	25	9			
16	ننگرہار	50		7	5	90	70	27	1	1	
17	لغمان	48		7	6	80	71	24	2	2	
18	ہرات	51		2	1	79	70	26	2	2	1
19	نیمروز	25		2	3	43	14	14			1
20	بادغیس	22		7	14	25	22	3	2	2	
21	قندوز	20		4		19	14	7			
22	بغلان	14		8	2	20	14	10	3		
23	فاریاب	13				25	28	3	3	1	
24	غور	16		33		122	99	29	19	12	
25	پروان	21		19		33	17	10			
26	تخار										
27	سمنگان										
28	بدخشان	11				40	45	13		5	
29	بامیان	3		4				1			
30	بلخ	5		5		11	12	5			
31	جوزجان	3		6				1			
32	دائی کنڈی										
33	سرپل	10		6	8	20	18	6	4	2	
34	پنج شیر	1				2	6				
	مجموعہ	1499	6	537	381	2331	1387	688	93	62	7

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- روزگان میں ایک ڈرون طیارہ 2 - ہلمند میں ایک ڈرون طیارہ. 3- زابل میں دو ہیلی کاپٹرز 4- کونڑ میں ایک ڈرون طیارہ. 5- بامیان میں ایک ہیلی کاپٹر

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

- روا‌ں سال آپریشن "الفاروق" کے نام سے جاری خصوصی کارروائیاں ملک کے کونے کونے تک پھیل چکی ہیں، منظم اور گہری منصوبندی کی برکت سے مجاہدین کے نقصانات کم اور دشمن کے نقصانات اور پریشانی میں اضافہ ہوا ہے، دشمن بڑے شہروں، اطراف اور حتیٰ کہ اپنے قلعہ نما مراکز میں بھی سکھ کا سانس نہیں لے سکتا، مجاہدین نے دشمن کے پہل کرنے کی قوت مسدود کردی ہے اور اسے ہر جگہ دفاعی پوزیشن اپنانے پر مجبور کر دیا ہے، حتیٰ کہ وہ اپنے مراکز اور ٹھکانے چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔ اور ان حقائق کا اعتراف گاہے بگاہے دشمن خود بھی کرتا رہتا ہے۔

- مجاہدین نے (گزشتہ سال کی منصوبہ بندی کے نتیجے میں) دشمن کی صفوں میں گھسنے اور نفوذ پکڑنے کی اچھی خاصی صلاحیت حاصل کرلی ہے، بہترین تدابیر اور موثر حکمت عملی کے سبب دشمن کی صفوں میں موجود بہت سے افغانی نوجوان حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کی پوری توجہ غیر ملکیوں، ان کے حاشیہ نشینوں، ان کے فوجی مراکز اور اڈوں پر کاری ضرب لگانے پر لگی ہوئی ہے۔ ہم ان واجب التعظیم اور عالی ہمت نوجوانوں کی کارکردگی کو سراہتے ہیں اور پوری افغان قوم انھیں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اور دوسروں سے بھی اس طرح کی ہمت اور جوان مردی کا ثبوت دینے کی توقع رکھتی ہے۔ دشمن کی صفوں میں اس بڑے پیمانے پر نفوذ پذیری کی بناء پر مجاہدین ان کے فوجی اڈوں، دفتروں اور خفیہ ایجنسیوں کے مراکز میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں مربوط اور تباہ کن حملے کرتے ہیں اور انہیں شدید جانی اور مالی نقصانات پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح دشمن کے بہت سے اہلکار ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سمیت مجاہدین سے آملتے ہیں، اور مجاہدین بھی انھیں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں اس طرح کے بکثرت واقعات ہمیں دیکھنے کو مل رہے ہیں۔

- افغان جنگ کی وجہ سے قابض افواج کو اپنے ممالک میں بڑے پیمانے پر اقتصادی بحران اور عوامی مخالفتوں کا سامنا ہے، یہاں تک کہ ان کے اپنے فوجی بھی غلط حکومتی پالیسیوں سے نفرت کررہے ہیں، اس کی زندہ مثال شکاگو کانفرنس ہال کے سامنے ان فوجیوں کے مظاہرے ہیں جنہوں نے افغانستان میں وقت گزارا ہے، اسی طرح بین الاقوامی سطح پر بھی ان کے خلاف نفرت اور مخالفت بڑھ رہی ہے جس کے نتیجہ میں وہ مجبور ہوگئے ہیں کہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لیں اور یہ ہمارے مقدس جہاد کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year November2012

غازیوں کا کاروان "11"

ایک ایسی مووی جس میں آپ ملاحظہ فرماسکتے ہیں، طالبان کی وہ سر فروشانہ کاروائیاں جنھوں نے امریکہ کے قدم ڈگمگا کر رکھ دیے ہیں_ وہ کھات حملے جو امریکہ کے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں_ مظلوم مسلمانوں کی لاجواب ٹیکنالوجی سے موسوم طالبان کی وہ فدائی حملے جن کا توڑ دنیائے کفر کے پاس ہر گز نہیں ہے_ اور بارودی سرنگ پر مشتمل وہ اقتصادی کمر توڑ دھماکے، جنہوں نے انکل سام کو قرضوں کی بیساکھیاں بہ طور بھیک لینے پر مجبور کر دیا ہے اطلاعات وثقافت کمیشن کی زیر نگرانی "منبع الجہاد سٹوڈیو" کی جانب سے پیش کردہ ایک دلچسپ ایمان افروز اور نظریاتی

معلومات افزاء منفرد ویڈیو سی ڈی صرف WWW.ALEMARAHNEWS.COM پر

خوشخبری

الامارہ "31" الجہاد

الامارہ سٹوڈیو کی ویڈیو نمبر 31 مصنہ شہود پر جلوہ گر ہو چکی ہے_ جس میں آپ کو دیکھنے کو ملے نورستان میں بیک وقت غاصبوں کے 6 ہیڈ کوارٹروں پر کامیاب کاروائی_ اور یہ بھی کہ مال غنیمت کس طرح حاصل ہوتا ہے...؟
باطل کے سپاہیوں کی گرفت وقید کا عجیب منظر اور سب سے بڑھ کر افغان عوام اور طالبان کے درمیان اخوت، محبت اور بھائی چارگی کے لافانی رشتوں کے دل گداز اور حسین مناظر_ جو در حقیقت اس بات کے عکاس ہیں کہ طالبان اور افغان عوام کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے_

ملاحظہ فرمائیں WWW.ALEMARAHNEWS.COM

سنگین کا غازی

قدم بہ قدم ترقی کی جانب بڑھ رہا ہے امارت اسلامیہ کا سفر۔ لمحہ بہ لمحہ بلندی کو چھو رہا ہے طالبان کا مشن۔ عقلیں حیران وسرگرداں، اپنے شاداں وفرحاں اور دشمن انگشت بہ دنداں ہیں، آخر یہ "مٹھی بھر نوجوانوں" کی قلت، کثرت کا روپ کیسے اور کیوں کر دھارتی جارہی ہے؟ صرف ایک وجہ ہے!! یاد رکھئے! "بھلائی کا ہے یہ سفر، خدا بھی مہربان ہے"۔ اسی لیے لوگ چلے آرہے ہیں اور کارواں بنتا چلا جارہا ہے۔ فقط تین ماہ پہلے "غازی آباد کا غازی" اس قافلے میں شامل ہوا تھا اور اب "سنگین کا غازی" بھی شریکِ کارواں ہوگیا ہے۔ آپ کی معلومات میں اضافے اور آپ کی باخبری کے لیے ایسی خدمات "الامارہ اسٹوڈیو" ہی کی جانب سے فراہم کی جارہی ہیں۔ غازی آباد کے غازی کی طرح سفر بھلائی کے نئے مسافر سنگین کے غازی کو بھی صرف اسی کی ہم نام سی ڈی "سنگین کا غازی" ہی میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ یہ پیش کش آپ قریبی اسلامک سی ڈیز سینٹر سے حاصل کرسکتے ہیں۔ یا پھر وزٹ کیجیے ہماری ویب سائٹ کا ---